امر بالمعروف ونہی عن المنکر

تالیف خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

تالیف
خادمِ دینِ اسلام
مُنیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36880027-28,0300-4274936

WWW.SEEDHARASTAH.COM

جملہ حقوق بحق مؤلِّف محفوظ ہیں

نام کتاب : امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔

کمپوزر و ڈیزائنر : محمد عثمان علی یوسفی، عدنان اشرف یوسفی۔

کمپوزنگ : ابوبکر کمپوٹر سینٹر 042-36880027

پروف ریڈنگ : صاحبزادہ علامہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، علامہ شفقت علی یوسفی، علامہ مولانا مفتی محمد آصف یوسفی۔

پہلی مرتبہ : (۱۱۰۰) ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

دوسری مرتبہ : (۱۱۰۰) محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

تیسری مرتبہ : (۵۰۰۰) محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

ہدیہ : ۶۰ روپے

ناشرین : (صاحبزادہ) بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

(مفتی علامہ صاحبزادہ) حافظ خلیل احمد یوسفی

(صاحبزادہ) محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۔	جملہ حقوق۔	۲
۲۔	فہرست مضامین۔	۳
۳۔	بفیضانِ نظر۔	۵
۴۔	اِنتساب۔	۶
۵۔	پیشِ لفظ۔	۷
۶۔	عرضِ حال۔	۹
۷۔	دعوت و تبلیغ۔	۱۱
۸۔	دَعْوَتُ اِلَی اللّٰہ۔	۱۲
۹۔	ہر مسلمان کی ذمہ داری۔ خَیْرَ اُمَّۃٍ۔	۱۴
۱۰۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تبلیغ۔	۱۵
۱۱۔	دعوت و تبلیغ کے لئے لوگوں کے پاس جانا۔	۱۶
۱۲۔	امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ امر بالمعروف / نہی عن المنکر۔	۱۹
۱۳۔	اَہم نکتہ۔	۲۰
۱۴۔	لائق اور صالح لوگ۔	۲۲
۱۵۔	رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَوصافِ حمیدہ۔	۲۳
۱۶۔	مؤمنین اور مومنات کی شان۔	۲۴
۱۷۔	حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت۔	۲۵
۱۸۔	مؤمنین کو خوش خبری۔ حکمرانوں کی ذمہ داری۔	۲۵
۱۹۔	اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نہی عن المنکر فرماتا ہے۔	۲۶
۲۰۔	نماز برائی سے روکتی ہے۔	۲۶
۲۱۔	منافقین کی عادات۔ اَفضل شہید۔	۲۷

۲۲۔	جنگ کے بغیر جہاد۔	۲۸
۲۲۔	راستے کا حق اُدا کرو۔	۲۹
۲۳۔	حق بات کہنے والا کسی کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہو۔	۳۱
۲۴۔	خلافِ شرع کام روکنے کے طریقے۔	۳۲
۲۵۔	شریعت کی مخالفت کرنے والے حکمرانوں کی مخالفت۔	۳۳
۲۶۔	جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا۔	۳۴
۲۷۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	۳۴
۲۸۔	موت سے پہلے عذاب۔	۳۵
۲۹۔	گناہ کو بُرا نہ سمجھنے والا گناہ کرنے والے کی مثل۔	۳۵
۳۰۔	بنی اسرائیل کی پہلی خرابی۔	۳۶
۳۱۔	ظالم بادشاہ مسلّط کیا جاتا ہے۔	۳۸
۳۲۔	اللہ تبارک وتعالیٰ کی حدود کے منکر کی مثال۔ بے عمل عُلماء۔	۳۹
۳۳۔	بے عمل مبلغ۔	۴۰
۳۴۔	بے عمل خطیب۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی۔	۴۱
۳۵۔	اُٹھارہ ہزار نیک آدمیوں والی بستی پر عذاب۔	۴۳
۳۶۔	نیکی کا حکم نہ کرنے والا۔ دُعائیں قبول نہ ہوں گی۔	۴۴
۳۷۔	عام وخاص کو عذاب۔	۴۵
۳۸۔	غنیمت جانیں۔	۴۹
۳۹۔	امیری۔	۵۱
۴۰۔	امیری میں مال کی قدر اور خرچ کرنے والے کی مثال اور واقعہ۔	۵۲
۴۱۔	دین کی بات سننے اور سیکھنے کا شوق۔	۵۷
۴۲۔	علم وسماعتِ حدیث شریف کا شوق۔	۵۷
۴۳۔	قیامت کے دن باپ کے نام پر پکار۔	۶۰

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنافی الرسول،

پروانۂ توحید ورسالت، امین علمِ لَدُنی، نائبِ غوث الثقلین،

منظورِ نظر داتا گنج بخش حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

WWW.SEEDHARASTAH.COM

اِنتساب

بندۂ ناچیز **امر بالمعروف ونہی عن المنکر** کے عنوان سے تالیف کی گئی اپنی اِس کتاب کو اُن صاحبِ ایمان بندگانِ ربُّ العالمین عزّوجلّ کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے، جنہوں نے قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارکہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کا عہد کر رکھا ہے اور اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر کو جہادِ عظیم سمجھ کر سرانجام دیتے رہے اور دے رہے ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

پیشِ لفظ

قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم کا وہ لاریب کلام ہے جسے اُس نے بنی نوع اِنسان کی تعلیم وہدایت کے لیے نبی آخرالزماں حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔ اِس میں اِنسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق مکمل، جامع اور اَہم ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا معاشرتیات، معاشیات کا شعبہ ہو یا اَخلاقیات کا، غرض کہ ہر ہر شعبہ ہائے زندگی کے متعلق قرآنِ مجید کی روشن آیاتِ مبارکہ ہمارے لئے مینارۂ نور اور وسیلۂ ہدایت بلکہ عین ہدایت ہیں۔ قرآنِ مجید کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ اَمر مخفی نہیں ہے کہ جہاں اِس میں توحید و رسالت، بعث بعد الموت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، ذکر اللہ، اِخلاص، اَنابت اِلی اللہ، خشیتِ اِلٰہی، تقویٰ وطہارت کے گلدستہ ہائے دلنواز کا ذکر ہے وہاں نکاح، طلاق، خرید وفروخت، سود کے حرام ہونے، جوئے، رہن سہن، تہذیبِ نفس، تدبیر منزل، سیاستِ مدن، اُٹھنے، بیٹھنے، ملنے، جلنے، گفتگو کرنے کے آداب اور خاموش رہنے کے طور طریقے وغیرہ جیسے اَہم مسائل پر جامع ہدایات واَحکام کی بھی کمی نہیں ہے۔

ایک پکے سچے مومن کی زندگی کا بنیادی مطلوب ومقصد بس یہی ہونا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت کی روشنی میں وہ قرآنِ کریم کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہو اور زندگی کے تمام شعبوں میں قرآنِ مجید اور سُنّتِ مبارکہ کی تعلیمات پر اِخلاص کے ساتھ خود بھی عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی دعوتِ عمل کی جدوجہد اور سعی کرے۔ زندگی کے اِن متعدد شعبوں میں ایک، اَہم اور حقیقت میں اِسلامی اَحکام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت والا شعبہ دعوت وتبلیغ ہے۔ جہاں عمدہ تعلیم وتربیت کی اَفادیت سے اِنکار ممکن نہیں، وہاں اَخلاقی اَقدار، شرافتِ اِنسانی اور معاشرتی فلاح وبہبود کے پروگرام کی طرف دوسروں کو راغب کرنے کے لئے دعوت وتبلیغ کی اَہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔ اِسلام اَعلیٰ تعلیم

اور مذہبی تربیت کو ہر شخص کا نجی معاملہ قرار نہیں دیتا بلکہ ہر فرد پر معاشرتی اِصلاح اور اِنسانی فلاح و بہبود اعلیٰ قسم کے اَخلاق کی خاطر دعوت و تبلیغ کی بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے تاکہ معاشرہ دوزخ کا اِیندھن بننے سے بچ سکے اور جنت کا حق دار بن سکے۔
جو خوش نصیب اَفراد اِبتدائی تعلیم و تربیت پر ہی اِکتفا نہیں کرتے بلکہ مردانِ خدا بن کر ایک قدم آگے بڑھ کر اِسلامی علوم و فنون پر مکمل عبور حاصل کرتے ہیں۔ اُن پر دعوت و تبلیغ کی خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ دعوت و تبلیغ کے راستے پر چلنے سے پہلے اِس راستہ سے آگاہی، دعوت و تبلیغ کے آداب، اِس کے مؤثر ہونے کی شرائط، حضرات اَنبیاء کرام علیہم السلام کا طریقِ کار، مبلغین کے اَوصاف، اِس راہ کی مشکلات اور اِن سے عہدہ برآ ہونے کا طریقہ، مروجہ طریقۂ خطابت کے اَنداز وغیرہ کی تفصیلات سے آگاہی ضروری ہوتی ہیں۔ کسی ایک پہلو کی کمی داعیانہ مساعی کو بے اَثر کر سکتی ہے۔
ہم مسلمانوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نظرِ عنایت ہے کہ اِس اَہم موضوع پر پیر طریقت رہبر شریعت، مبلغِ دین اِسلام حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی اطال اللہ عمرہٗ و فیضہٗ (اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نظرِ عنایت سے صحت نافعہ عطا فرمائے) نے مختصراً مگر جامع اَنداز میں دعوت و تبلیغ یعنی اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تمام شعبوں پر زیرِ مطالعہ کتاب تالیف فرمائی۔ آپ کا اَسلوبِ تحریر تمام تصانیف میں نہ صرف قدیم و جدید طرز کا جامع ہے بلکہ عملی دعوت اور اَدبی حلاوت کا بھی جامع ہے سادہ، عام فہم اور سلیس اُردو کا بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم ہمیں اِس کتاب کو پڑھ کر خود عمل پیرا ہونے اور دوسروں کو دعوت و تبلیغ کے مشن کی اَہمیت واضح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

طالبِ دُعا
محمد عثمان علی یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال

جس دن سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے شیطان کو لعین و مردود قرار دیا ہے' اُسی دن سے اِس نے اِنسان سے کھلم کھلا جنگ کا اِعلان کر دیا ہوا ہے۔ اِس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے' میں اِنسانوں کو گمراہ کروں گا۔ اِس کا چیلنج پوشیدہ نہیں بلکہ وہ علی الاعلان کہتا ہے کہ میں دائیں' بائیں' سامنے اور پیچھے سے آ کر لوگوں کو صراطِ مستقیم سے بھٹکاؤں گا۔ پھر اِس کے اِعلان کے ساتھ' خالقِ کائنات وجلّ عزّ نے بھی حضرت اِنسان کو آگاہ فرما دیا ہے کہ شیطان اِنسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔

اِس دُنیا میں شیطان کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے برگزیدہ بندے' جن کے آگے شیطان بے بس ہے' اِنسانوں کو شیطان سے بچانے کے لئے دن رات مصروف عمل ہیں۔ یہی وہ بندگانِ ربِّ کائنات ہیں' جو **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کے مشن کو صحیح طور پر اَدا کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے یہ پیارے نہ صرف یہ کہ خود نیکی پر چلتے ہیں اور بُرائی سے بچتے ہیں بلکہ لوگوں کو بھی تلقین و نصیحت کے نور سے منور کرتے ہیں۔

وہ شخص جو بلیک' ملاوٹ اور دھوکے کا کاروبار کرے اور ساتھ تبلیغِ دین بھی کرے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ تبلیغ اور چیز ہے کاروبار اپنی جگہ۔ تو اَیسا شخص تبلیغ کے ذریعے دھوکے باز معاشرہ' تشکیل دینے کا کام سرانجام دے رہا ہے۔

اللہ والے جن کے قول و فعل میں مطابقت ہوتی ہے جن کے سینے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے خوف اور محبت مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے روشن ہوتے ہیں' یہی لوگ **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کے ذریعے اَیسا اِسلامی معاشرہ تعمیر

کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں جس معاشرہ کی بنیاد رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مقدس اسوۂ حسنہ سے ہوتا ہے۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اِس کتاب کو اپنی اِصلاح اور اَحباب کی تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے محبانِ مصطفٰے کریم ﷺ کے لئے مرتب کیا ہے تاکہ دعوت وتبلیغ کے کام کے لئے شوق وجذبہ میں ترقی نصیب ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُعا ہے کہ اِس کتاب سے بندۂ ناچیز کو نیک مقاصد میں کامیابی ہو اور یہ کتاب لوگوں کے لئے نافع ہو۔ (آمین)

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

دعوت و تبلیغ

اِسلام میں دعوت و تبلیغ بڑی اَہم عبادت ہے۔ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے آپ کو ہوتا ہے اور دعوت و تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تبلیغ بہترین جہاد ہے۔

دعوت کے تین اُصول ہیں۔

۱۔ حکمت، ۲۔ موعظ حسنہ اور ۳۔ بحث ہو تو بہترین طریقہ سے

دعوت بالحکمة: اہل علم و اہل فہم کے لئے

دعوت بالموعظة: عوام النّاس کے لئے

دعوت بالمجادله: اُن لوگوں کے لئے جن کے دِلوں میں شکوک و شبہات ہوں یا بغض و کینہ اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ماننے سے اِنکاری ہوں۔

(دعوۃ) دعوت کے لفظی معنی بلانے کے ہیں۔ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کا پہلا فرضِ منصبی لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی طرف بلانا ہوتا تھا۔ پھر تمام تعلیماتِ نبوت و رسالت اِسی دعوت کی تشریحات ہیں۔ ہمارے نبی محترم کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خاص صفت **دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ** ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظیم کے بارے اِرشادِ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے: **وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا** ۝ (الاحزاب:۴۶) ”اور وہ اللہ (عزوجل) کی طرف، اللہ (سبحانہ وتعالیٰ ہی) کے حکم سے بلاتے ہیں اور وہ چمکا دینے والے آفتاب ہیں“۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اِرشادِ عظیم فرماتا ہے: **اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.....** ”(آپ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ربّ تعالیٰ (جل جلالہ) کی راہ (یعنی دینِ اِسلام) کی طرف (لوگوں کو) **حکمت** سے اور اَچھی **نصیحت** کے ذریعے بلائیں“۔

حکمت سے مراد وہ طریقۂ دعوت ہے جس میں مخاطب سے گفتگو کرتے وقت ایسی تدبیر اختیار کی جائے جو اُس کے دِل پر اَثر اَنداز ہو سکے اور **نصیحت** سے مراد یہ ہے کہ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبے سے بات کہی جائے اور اچھی نصیحت سے مراد یہ بھی ہے کہ عنوان محترم ہو اور اَلفاظ دِل خراش اور توہین آمیز نہ ہوں۔

دَعْوَتْ اِلَی اللهِ:

دَعْوَتْ اِلَی اللهِ دراصل اَنبیاء کرام علیہم السّلام کا منصب تھا۔ اُمّت کے علماء یا مبلغین اِس منصب کو نائب ہونے کی حیثیت سے نبھاتے ہیں تو ضروری ہے کہ اِس کے آداب اور طریقے بھی اِنہی کے مطابق ہوں اور اِنہی سے سیکھیں۔ جو دعوت اِن کے اَنداز میں نہ ہو وہ دعوت، عداوت کی شکل اِختیار کر جاتی ہے اور جنگ وجدال کا سبب بن جاتی ہے۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو اِرشادِ عظیم فرمایا: **فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○** (طٰہٰ: ۴۴) ''تو تم دونوں اُس سے نرم بات کہنا اِس اُمید پر کہ وہ دھیان کرے اور ڈر جائے''۔ فرعون جیسا سرکش حکمران جس کی موت علم اِلٰہی میں کفر پر ہونے والی تھی۔ اُس کی طرف بھی جب اپنے معصوم داعیان (حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام کو) بھیجتا ہے تو نرم گفتگو کی ہدایت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

آج ہم جن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ فرعون نہیں ہیں اور نہ ہی فرعون کی طرح سرکش ہیں۔ جب فرعون کو دعوت دیتے وقت سخت کلامی نہیں کی گئی نہ فقرے کسے گئے، نہ ہی توہین آمیز اَنداز اِختیار کیا گیا تو ہمیں آوازیں کسنے، طعن وتشنیع اور توہین آمیز اَنداز سے بچنا چاہیے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت میں اِس کا بڑا لحاظ رہتا کہ مخاطب پر بوجھ نہ ہونے پائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ وتعلیم میں اِس بات کا بڑا اِہتمام ہوتا کہ مخاطب کی رسوائی نہ ہو۔ اِسی لئے جب کسی شخص کو دیکھتے

کہ کسی غلط اور بُرے کام میں مبتلا ہے تو اُس کو براہِ راست خطاب کرنے کی بجائے مجمع عام کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ مَا بَالَ اَقْوَامٌ یَفْعَلُوْنَ کَذَا؟ ''لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں؟'' اِس عام خطاب میں، جس کو سنانا، اَصل میں مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا اور دِل ہی دِل میں نادم ہو کر اُس غلط اور بُرے کام کو چھوڑنے کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

دعوت کے معنی دوسرے کو اپنے پاس بلانا بھی ہے۔ محض اُس کے عیب بیان کرنے کے لئے نہیں اور یہ بلانا اُسی وقت ہو سکتا ہے، جب مبلغ اور سامعین میں کوئی قدر مشترک ہو۔ جس میں برادرانہ رشتہ جتلا کر اِسلامی کام بیان کیا جائے۔ اَنبیاء کرام علیہم السلام یَا قَوْمِ فرما کر دعوت دیتے تھے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہِرَقْل بادشاہ کو دعوت دینے کے لئے اُس کے نام جو خط لکھا، پہلے تو اُسے عظیم الروم کے لقب سے یاد کیا جو اُس کے ملک میں اُس کا اِعزاز تھا۔ B اپنا نہیں فرمایا۔ پھر اس کے بعد اِیمان کی دعوت اِس عنوان سے دی..... یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا ..... (آلِ عمران:۶۴) ''اے اہلِ کتاب! اَیسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے، یہ کہ عبادت نہ کریں مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم) کی اور اُس کا کسی کو شریک نہ کریں''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مقدس تعلیمات پر دھیان دیا جائے تو ہر تعلیم ودعوت میں اِسی طرح کے آداب واُصول ملیں گے۔ آج کل اوّل تو دعوت و اِصلاح اور اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو لوگ اِس میں مشغول ہیں، اُنہوں نے صرف بحث ومباحثہ کو فوقیت دے رکھی ہے۔ حالانکہ عوام النّاس تو بنیادی مسائل سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ پھر ہماری بہت کم تقاریر اَیسی ہیں جن میں قوم کی تعلیم وتربیت پیشِ نظر ہوتی ہے۔

B مگر کیا خوبصورت اَنداز ہے کہ اُسے رومیوں کا عظیم حکمران فرمایا۔

ہر مسلمان کی ذمہ داری:

یہ سمجھ لینا کہ اَپنا عقیدہ اور اِیمان مضبوط کرلیا جائے اور اپنے اَعمال درست کر لئے جائیں تو یہ کافی ہے، خواہ بیوی، اَولاد، بہن بھائی اور دوست اَحباب نماز نہ پڑھیں، بُرائیوں میں مبتلا ہوں۔ اُن کی اِصلاح گویا اُن کے ذمہ ہی نہیں۔ حالانکہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں واضح طور پر ہر شخص کے ذمہ اپنے اہل وعیال اور متعلقین کی اِصلاح فرض قرار دی گئی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا .....** (التحریم: ٦) ''اے اِیمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ''۔

جو لوگ دعوت وتبلیغ اور اِصلاحِ اَحوال کے فریضہ کی طرف توجہ دیتے بھی ہیں تو اُن میں سے اَکثر قرآنی تعلیمات اور دعوتِ پیغمبرانہ کے اُصول وآداب سے ناآشنا ہیں، بے سوچے سمجھے جس کو جس وقت جو چاہا کہہ ڈالا اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اَپنا فرض اَدا کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ طرزِ عمل سُنّتِ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دین اور اَحکامِ دین پر عمل کرنے سے اور زیادہ دُور کر دیتا ہے۔

خَیْرُ اُمَّۃٍ:

اُمَّتُ: اِصطلاح میں اُمّت اُس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی ایک متفقہ کام کا قصد کرے۔ پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پیروکاروں کو اُمّت کہا جاتا ہے۔ وہ سب ایک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِتباع کرتے ہیں۔ **کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ** (تم بہترین اُمّت ہو) یعنی جماعت اور گروہ۔ یعنی اَے اِیمان والو! تم اَیسی جماعت ہو **یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ** (جو بھلائی کی دعوت دیتے ہو) مطلب یہ ہے کہ تم بہتر اُمّت ہو، جو اَچھے عقائد اور اَعمال کی دعوت وتبلیغ کرتے ہو۔ **اَلْخَیْرِ** سے مراد اِتباعِ قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارکہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے اُمّت کو تین چیزوں کا مکلّف فرمایا ہے۔ (۱) بھلائی کی دعوت دینا' (۲) اچھی باتوں کا حکم دینا اور

(۳) بُری باتوں سے حتی الامکان روکنا۔ اِن تین کاموں پر یعنی اِن تین کاموں کے کرنے والے لوگوں کو دونوں جہانوں کی کامیابی کا وعدہ دیا گیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھلائی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے وہ اُوندھا لٹکایا جائے گا۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی مثال ایک بحری جہاز کے سواروں کی طرح ہے اگر ایک شخص بحری جہاز کا تختہ توڑ دے اور دوسرے اُس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو سب ہی ڈوب جائیں گے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اَندازِ تبلیغ:

قریش نے یہ تجویز کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اَصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے ایک ایک اَیسا آدمی لگا دو جو اُس کو گرفت میں لے لے۔ اُنہوں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے طلحہ بن عبید اللہ کو لگا دیا۔ وہ قوم کے لوگوں کو لے کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ مجھے کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ طلحہ نے کہا، لات و عزّی کی عبادت کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا' یہ ہمارا رب ہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عزّی کیا ہے؟ تو طلحہ نے کہا یہ ہمارے رب کی بیٹی ہے۔ اِس پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِن کی ماں کون ہے؟ اِس پر طلحہ چپ ہو گئے اور جواب نہ دے سکے۔ اِس کے بعد طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا' اِس شخص کو جواب دو، وہ سب چپ رہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَولاد ماں باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ جنس سے جنس کی ماں ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اَولاد اور بیوی کے ہونے سے پاک ہے۔ وہ آسمانوں کا اور ہم سب کا خالق ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں تمہیں خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اِقرار کا پیغام دیتا

ہوں۔ طلحہ نے کہا' اے ابوبکر اُٹھئے میں اِقرار کرتا ہوں۔ **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** ۔حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے میٹھے، نرم اور حکمت بھرے اَنداز میں گفتگو اور تبلیغ فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلحہ نے کلمہ پڑھ لیا اور وہ طلحہ سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہو گئے اور کلمہ پڑھنے کی برکت سے نورِ اِیمان سے منور ہو گئے اور پھر یہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اُن دس (عشرہ مبشرہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہو گئے جنہیں رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

دعوت و تبلیغ کے لئے لوگوں کے پاس جانا:

صرف اپنے پاس آئے ہوئے لوگوں کو تبلیغ ہی کافی نہیں اگر آئے ہوئے لوگوں کو ہی دعوتِ اِسلام' دعوتِ اَعمال صالحہ دی جائے تو ربِّ ذوالجلال والاکرام کا پیغام حق پہنچانے کا فریضہ صحیح طور پر اَدا نہیں ہوسکتا بلکہ باطل پرست' گمراہ اور بے راہ رو لوگوں کے پاس جا کر پیغام اِسلام پہنچانا ضروری ہے۔

اِسی لئے اَنبیاء کرام علیہم السّلام لوگوں کے پاس جا کر **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کی دعوت دیتے تھے جس پر اُن کو لوگوں کی طرف سے ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ کفّار و مشرکین اُن پر تشدد کرتے تھے اور ...**یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ** ط... (البقرۃ:۶۱) ''وہ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو ناحق شہید کر دیتے تھے''۔ اُنہیں جادوگر' دیوانہ اور مجنون کہتے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب بت پرستوں کے پاس دعوت و تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے' تو وہ اپنے بتوں کے سامنے آسن مارے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن پوچھا: ...**مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عٰکِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَھَا عٰبِدِیْنَ ○** (الانبیاء:۵۳'۵۲) ''یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے بیٹھے ہو؟ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو اِن کی پوجا

کرتے پایا"۔

آپ نے اپنے چچا آزر اور اپنی قوم کو دعوت دی اور فرمایا: ... بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (الانبیاء:۵۶) "تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے اُنہیں پیدا فرمایا اور میں اِس پر گواہوں میں سے ہوں"۔ آپ نے بڑی جرأت اور بہادری سے اُن کے پتھر کے بتوں کو چورا کر دیا۔ لوگوں نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو دعوت وتبلیغ سے روکنے اور اپنے معبودانِ باطل کی ذلت کا بدلہ لینے کے لئے آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ لیکن ربِّ ذوالجلال والاکرام کے حکم سے آگ سلامتی والی ٹھنڈی ہوگئی۔ مشرکین وکفّار کے مقابلے میں ربِّ ذوالجلال والاکرام نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی مدد فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ع (طٰہٰ:۲۰) "فرعون کے پاس (تبلیغ کے لئے) جائیے اُس نے سر اُٹھایا ہے"۔ (کفر کر رہا ہے اور اُلوہیت کا دعویٰ کیا ہے)۔ آپ نے اللہ عزّوجلّ سے گزارش کی کہ میرے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو میرا ممدو معاون فرما دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اَمر نبوت اور تبلیغ میں آپ کا معاون بنا دیا اور فرمایا: اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۝ج اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ج صلے فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ۝ (طٰہٰ:۴۲تا۴۴) "آپ اور آپ کا بھائی میری نشانیاں لے کر جائیں اور سستی نہ کریں۔ دونوں فرعون کے پاس جائیں۔ بے شک اُس نے بغاوت کی ہے تو اُس سے نرم بات کہنا اِس اُمید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے"۔

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ہمیں طریقہ دعوت وتبلیغ اِرشاد فرمایا جا رہا ہے حالانکہ اللہ ربُّ العزّت کے اَزلی علم میں یہ بات تھی کہ فرعون نہیں مانے گا۔

اِس کے باوجود اُسے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی دعوت دینے کے لئے اپنے پیارے نبی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اُس کے پاس جانے کا حکم فرمایا۔ فرعون نے قتل کی دھمکیاں دیں۔ مگر آپ اِستقامت کے ساتھ تبلیغ میں مصروف رہے یہاں تک ہزاروں مشرکین و کفار اور جادوگر آپ کے دامنِ ہدایت سے وابستہ ہو گئے اور آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ ربُّ العالمین جل جلالہٗ نے فرمایا: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا.... (الشوریٰ:۷) اور یونہی ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف عربی قرآنِ (مجید) وحی فرمایا تاکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ والوں کو اور جتنے (لوگ) اِس کے اِردگرد ہیں اُن کو ڈر سنائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر دوسرے شہروں اور علاقوں میں اللہ عزّوجلّ کی اُلوہیت و وحدانیت اور اپنی رسالت کا پیغام سنانے اور دعوتِ اِسلام کے لئے تشریف لے جاتے۔

جمعۃ المبارک کے اِجتماعات' جلسوں اور دیگر تقریبات میں لوگوں کو بلا کر دعوت دینا بہت اَچھی بات ہے مگر باہر نکل کر' مقدّس آستانوں اور محراب و منبر کو چھوڑ کر لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے اُن کے پاس جانا طریقۂ اَنبیاءِ کرام علیہم السّلام ہے۔

دعوت و تبلیغ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چرچا تب ہی ممکن ہے جب لوگوں کے پاس جا کر دین کی دعوت دیں گے۔ لہٰذا اِسی سُنّت کو قائم رکھنے اور عمل کرنے اور ربّ ذوالجلال والاکرام کو راضی کرنے کے لئے مرکزِ اِسلام جامع مسجد نگینہ بلاک B.III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں مغرب کی نماز سے رات 10 بجے تک تعلیم و تبلیغ کے نور سے دِلوں کو منور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس میں آپ کو اور آپ کے دوست اَحباب' اَزواج' بہنوں' بچیوں' بچوں اور بھائیوں وغیرہم کے ساتھ شریک ہونے کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ ہم سب اِس سُنّتِ مبارک سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

اَمرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہِیُ عَنِ الْمُنکَرِ

اَمر بالمعروف:

اَمر کے معنی ہیں حکم، رغبت دینا، مشورہ دینا، سختی سے منوانا غرض کہ جیسا موقع ہو ویسا کرنا، یہ سب کچھ اَمر کے معنی میں شامل ہے۔

معروف، معرفت سے ہے۔ اِس کا مادہ عرف ہے۔ یہ لفظ عرف سے بنا ہے بمعنی پھیلنا، پہچاننا۔ اِسی لئے خوشبو کے مہکنے کو عرف کہتے ہیں اور شہرت کو عرف کہتے ہیں کہ وہاں پھیلنا موجود ہے۔ مشہور کو معروف کہتے ہیں۔ شریعت میں معروف کے معنی ہیں اَلَّذِیْ عُرِفَ خَیْرِیَّتُہٗ فِی الدِّیْنِ ''جس کا اچھا ہونا دین میں پہچانا گیا ہو''۔ بھلائی کو اِس لئے معروف کہتے ہیں کہ اِس کا ثواب شرعاً مشہور و معروف ہے اَمر بالمعروف کے معنی ہیں، اَچھا اور بہتر حکم۔ معروف میں وہ تمام نیکیاں اور بھلائیاں داخل ہیں جن کا اِسلام نے حکم دیا ہے اُمور خیر جانے پہچانے ہوتے ہیں، اِس لئے معروف کہلاتے ہیں۔ اور ہر نبی علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اِس کی ترویج کی بھر پور کوشش کی تھی اور ہمارے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت اِس کام کو سر انجام دینے والوں میں شامل ہے۔

نہی عن المنکر:

نہی کے معنی ہیں زبان، قلم، عمل اور طاقت کے ذریعے روکنا، منع کرنا، نفرت دِلانا۔

معروف کے مقابل لفظ ہے منکر۔ منکر اِنکار سے بنا ہے بمعنی منع کرنا، ناپسند کرنا اور شریعت میں ہر وہ چیز منکر ہے جو شرعاً ممنوع یا ناپسند ہو یعنی منکر میں تمام وہ برائیاں اور مفاسد داخل ہیں جن کو رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ناجائز قرار

دینا معلوم و معروف ہے۔

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر دینِ اِسلام کے اَہم ترین اُصولوں میں سے عظیم الشان اُصول ہے۔ تمام اَنبیاء کرام علیہم السّلام اِسی لئے مبعوث فرمائے گئے۔ **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** واجب ہے اور جو شخص بلا عذر اِسے ترک کرتا ہے وہ گنہگار ہے۔ **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کے واجب ہونے پر اُمّت کا اِجماع ہے۔

اَہم نکتہ:

تمام آیاتِ مبارکہ اور روایاتِ مقدسہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ **اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر** اُمّتِ محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے ہر فرد پر لازم ہے مگر اِس کام میں اِستطاعت وقدرت پر دارومدار ہے۔ **معروف اور منکر** کے بارے میں پوری پوری معلومات ہونی چاہیے۔ اگر **معروف و منکر** کی تمیز نہ ہوگی یا کسی مسئلہ کا پورا علم نہ ہوگا تو ظاہر ہے بجائے اِصلاح کے فساد کا خطرہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اِس لئے جو شخص خود معروف و منکر سے واقف نہیں، اِس پر یہ فریضہ عائد ہے کہ پہلے اَحکامِ شرعیہ کے **معروف و منکر** کا علم حاصل کرے، پھر اُس کے مطابق **اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کے لئے خدمت سر اَنجام دے۔ **اَمر بالمعروف** میں نرمی اور حلیمی ضروری ہے یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لئے ہو نہ کہ نفس کی خاطر تاکہ تاثیر ہو اور ثواب حاصل ہو۔

حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ **کُلُّ آیَةٍ ذَکَرَهَا اللّٰهُ فِی الْقُرْآنِ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ فَهُوَ الْاِسْلَامُ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ فَهُوَ عِبَادَةُ الشَّیْطَانِ** [1] ''قرآنِ مجید میں وہ تمام آیاتِ مبارکہ جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم نے **اَمر بالمعروف** کا ذکر فرمایا ہے۔ اُن سے مراد اِسلام ہے اور جہاں **نہی عن المنکر** کا ذکر ہے وہاں شیطان کی عبادت سے مخالفت ہے''۔

حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **اَمر بالمعروف** سے مراد اللہ

---

[1] درمنثور جلد۲ ص ۲۸۹۔

تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی اِطاعت اور نہی عن المنکر سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم کی نافرمانی سے بچنا ہے۔ [۲]

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ [۳] ''اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے۔ جو (یعنی اِس گروہ کے اَفراد) نیکی کی طرف بلائیں اور اَچھی بات کا حکم دیں اور بُری بات سے منع کریں اور یہی لوگ کامیاب ہیں''۔

حضرت ابن مردویہ علیہ الرحمہ نے حضرت اِمام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْخَيْرُ اِتِّبَاعُ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِيْ [۴] ''قرآنِ مجید اور میری سُنّتِ مبارکہ پر چلنا ہی خیر ہے''۔

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم نے اِیمان والوں کو تین چیزوں کا مکلّف فرمایا ہے۔

(۱) بھلائی کی دعوت دینا۔
(۲) اَچھی باتوں کا حکم دینا۔ اور
(۳) بُری باتوں سے حتی الامکان روکنا۔

اِن تین چیزوں پر دُنیا وآخرت کی کامیابی کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اِس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے۔ اے مسلمانو! تم ایک اَیسی جماعت رہو یا بنو جو تمام ٹیڑھے لوگوں کو خیر کی دعوت دے، کافروں کو اِیمان کی، بُروں کو اَچھائی کی، بدکاروں کو نیکی کی، فاسقوں کو تقویٰ کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو علم ومعرفت کی، بے عملوں کو عمل صالح کی۔ نیز اَچھی باتوں، اَچھے عقائد، اَچھے اَعمال کی دعوت، زبانی، قلمی، علمی اور عملی قوت سے، ترقی سے، حکمت ودانائی سے جب کہ بُری باتوں، بُرے عقیدوں، بُرے کاموں کو، زبان، دِل، قلم اور ہاتھ سے روکے۔ جس جماعت میں یہ خوبیاں ہوں گی وہی پورے طور پر کامیاب اور کامران ہوگی۔

---

[۲] درمنثور جلد۲ص ۲۸۹۔ [۳] آل عمران: ۱۰۴۔ [۴] مظہری جلد۲ص ۱۱۴، مواہب الرحمان جلد۲ ص۵۲، درمنثور جلد۲ص ۲۸۹، (طبع جدید)۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ ''اور تم میں سے بعض لوگوں کی ایک جماعت ہونی چاہئے''۔ جو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ اَیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل فرضِ کفایہ ہے ہر شخص پر فرض نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اَمر و نہی کے لئے علم شریعت اور اِحتساب کی قدرت ضروری ہے اور یہ بات سب لوگوں میں نہیں ہو سکتی۔

اِس کی تفسیر سورت آلِ عمران کی اِس آیت میں ہے:- كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ۵ ''تم سب اُمّتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں (تم) بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم) پر اِیمان رکھتے ہو''۔

''اِس آیتِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سارے مسلمان مبلغ ہیں۔ جتنا جتنا اُنہیں علم ہے، اُس کے مطابق اُن سب پر فرض ہے کہ لوگوں کو اَچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اِسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ اٰيَةً ٦ ''مجھ سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو''۔ لیکن بات آگے پہنچانے کا اُسے سلیقہ بھی ہو۔

لائق اور صالح لوگ:

سورۂ آلِ عمران میں لائق اور صالح لوگوں کے بارے میں فرمایا: يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝ ۷ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور پچھلے دِن پر اِیمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں کے (کرنے میں) دوڑتے ہیں (ایک دوسرے پر

۵ آلِ عمران: ۱۱۰۔ ٦ مشکوٰۃ ص ۳۲ حدیث نمبر ۱۹۸، مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۰٦، بخاری حدیث نمبر ۳۴٦۱، ترمذی حدیث نمبر ۲٦٦۹، دارمی جلد ۱ ص ۱۳٦، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۱۷۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۰۱۵۷، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۰۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۵۹، در منثور جلد ۳ ص ۲۵۷۔
۷ آلِ عمران: ۱۱۴۔

سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں)اور یہی لوگ نیکوکار ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' یہ آیتِ پاک اہلِ کتاب کے اُن علماء کرام کی شان میں نازل ہوئی جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر اِیمان لے آئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت اَسد بن عبید، حضرت ثعلبہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم وغیرہم یہ جماعت اَمر اللہ اور شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات پر قائم ہے۔ اِس میں اِستقامت اور یقین ہے۔ یہ پاک باز لوگ راتوں کو تہجد کی نماز میں کلام اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم پر اِیمان رکھتے ہیں اور لوگوں کو بھی اِنہی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اِن کے خلاف سے روکتے ہیں۔ نیک کاموں میں پیش پیش رہا کرتے ہیں۔ اُنہیں اللہ (عزّوجلّ) خطاب فرماتا ہے۔ **اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ○** [۸] ''یہی صالح لوگ ہیں''۔

یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ ''یعنی نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم سے خوف کامل ہے اور اُن کی حرص وہوا کا سلسلہ کوتاہ ہے۔ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ هَرَمًا نَاغِضًا وَمَوْتًا خَالِسًا وَمَرَضًا حَابِسًا وَتَسْوِیْفًا مُوْیِسًا** [۹] ''اِس سے پہلے کہ اَیسا بڑھاپا آجائے جس میں سر ہلنے لگے یا غفلت کی حالت میں موت آجائے یا (حرکت سے) روک دینے والی بیماری پیدا ہوجائے یا نااُمید کردینے والی تاخیر آجائے اِس لئے نیک اَعمال کرلو''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَوصاف حمیدہ:

سورۃ الاعراف میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم کا اِرشادِ عظیم ہے: **اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ** ''وہ جو غلامی کریں گے اُس رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ)

---

[۸] ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۴۲۔ [۹] مظہری جلد ۲ ص ۱۲۳۔

بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے اپنی کتاب تورات اور اِنجیل میں لکھا ہوا پائیں گے"۔ اِس اِرشادِ مبارک کے بعد رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شانِ پاک میں فرمایا: **وَيَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ....** ۱۰ "اور وہ (یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) اُنہیں بھلائی کا حکم فرمائیں گے اور بُرائی سے منع فرمائیں گے"۔

مؤمنین اور مومنات کی شان:

اِرشادِ ربانی جلَّ مجدہُ الکریم ہے:- **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ...** ۱۱ "مومن مرد (آپس میں) اور مومنہ عورتیں (آپس میں) ایک دوسرے کے دوست ہیں (اِن کی شان یہ ہے کہ) بھلائی کا حکم دیں اور ہر برائی سے منع کریں اور نمازِ (پنجگانہ) قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم) اور اُس کے رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا حکم مانیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ (تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم) رحم فرمائے گا"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اِیمان والے مردوں اور اِیمان والی عورتوں کے اَوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ تو جس نے نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا چھوڑ دیا۔ وہ اِس آیت میں مذکورہ اِیمانداروں میں شامل نہیں ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم نے نیکی کا حکم چھوڑنے اور برائی سے نہ روکنے کی مذمت کی ہے: **كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوهُ** ۱۲ (یعنی وہ بُرائی سے نہ روکتے جس کو وہ کرتے تھے) ایک دوسرے کو برائی سے منع نہیں کرتے تھے **لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝** ۱۳ "بُرا ہے وہ جو کرتے ہیں"۔

---

۱۰ الاعراف: ۱۵۷۔ ۱۱ التوبہ: ۷۱۔ ۱۲ المائدۃ: ۷۹۔ ۱۳ المائدۃ: ۷۹۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:۔ یَا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ O ۱۴ ''اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو تجھے مصیبت آئے اُس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں''۔

مؤمنین کو خوش خبری:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین مخلصین کو فرمایا:۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ O ۱۵ ''توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتلانے والے، بُرائی سے روکنے والے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور خوشی سنا ؤ ایمان والوں کو''۔

مذکورہ بالا نیک اعمال، مؤمنین مخلصین کی علامات ہیں۔ مومن کے لئے خود نیک ہونا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلانے کی کوشش کرنا ضروری ہے اور تبلیغ صرف علماء پر لازم نہیں بلکہ ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ وَالنَّاھُوْنَ سے معلوم ہوا۔

حکمرانوں کی ذمہ داری:

وہ لوگ جنہیں حکومت ملے اُن کی ذمہ داریاں بیان فرمائیں کہ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ O ۱۶ ''وہ لوگ جنہیں زمین پر قابو دیں (حکومت دیں) تو وہ نماز (پنجگانہ کا نظام)

---

۱۴ لقمان:۱۷۔ ۱۵ التوبہ:۱۱۲۔ ۱۶ الحج:۴۱۔

برپا رکھیں اور (نظام) زکوٰۃ قائم کریں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے لئے ہے، سب کاموں کا انجام"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نہی عن المنکر فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○ [۱۷]

"بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) حکم فرماتا ہے، اِنصاف اور نیکی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور بے حیائی اور بُری باتوں اور سرکشی سے منع فرماتا ہے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو"۔

نماز برائی سے روکتی ہے:

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط** [۱۸]

"بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے منع کرتی ہے"۔

حضرت عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعالیہ علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاۃُ فِیْھَا ثَلَاثُ خِلَالٍ، اَلْاِخْلَاصُ وَ الْخَشْیَۃُ وَذِکْرُ اللّٰہِ، فَکُلُّ صَلَاۃٍ لَیْسَ فِیْھَا مِنْ ھٰذِہِ الْخِلَالِ فَلَیْسَ بِصَلَاۃٍ فَالْاِخْلَاصُ یَاْمُرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالْخَشْیَّۃُ تَنْھَا عَنِ الْمُنْکَرِ وَذِکْرُ اللّٰہِ اَلْقُرْآنُ یَاْمُرُہٗ وَیَنْھَاہٗ [۱۹] "نماز ہے اُس میں تین خوبیاں ہوتی ہیں:

(۱) اِخلاص، (۲) خشیت اور (۳) **ذکر اللہ**۔ چنانچہ وہ نماز، نماز نہیں جس میں یہ تین خوبیاں نہیں۔ **الاخلاص** سے مراد یہ ہے کہ نماز نیکی کا حکم کرتی ہے۔ **الخشیۃ** سے مراد یہ ہے کہ نماز برائی سے روکتی ہے اور **ذکر اللہ** سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ مجید نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے"۔

---

[۱۷] النحل: ۹۰۔ [۱۸] العنکبوت: ۴۵۔ [۱۹] درِ منثور جلد ۶ ص ۴۶۴۔

منافقین کی عادات:

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم اِرشادِ عظیم فرماتا ہے:- اَلْمُنَافِقُوْنَ وَ الْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَامُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ.... ۲۰ ''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں' بُرائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں''۔

معلوم ہوا اَچھی باتوں سے روکنا منافقین و کفّار کا طریقہ ہے۔ ولید بن مغیرہ کے بارے میں قرآنِ مجید میں آتا ہے مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ ۲۱ ''بھلائی سے روکنے والا''۔ بعض لوگ کھیل' تماشے' لہو ولعب' تاش' شطرنج اور فلم بینی وغیرہ سے لوگوں کو نہیں روکتے بلکہ خود بھی اِن شیطانی کاموں میں ملوث ہوتے اور دِل جمعی سے اِن بے ہودہ اور بے کار کاموں کو کرنے میں بڑی بھاگ دوڑ کرتے ہیں جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے ذکر، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ، اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لوگوں کو منع کرتے ہیں' محافل میلاد النبی ﷺ اور محافل نعت پر شرک و کفر کے فتوے لگاتے ہیں حالانکہ یہ محافل توحید و رسالت کے پرچار کا ذریعہ ہیں۔ مذکورہ لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ وہ اِن نیکی کے کاموں کی مخالفت کرکے کن کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔

اَفضل شہید:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے نزدیک کون سا شہید اَفضل ہے؟ فرمایا: رَجُلٌ قَامَ اِلٰی وَالٍ جَائِرٍ فَامَرَهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَتَلَهٗ فَاِنْ لَّمْ يَقْتُلْهُ فَاِنَّ الْقَلَمَ لَايَجْرِیْ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِنْ عَاشَ مَاعَاشَ ۲۲

۲۰ التوبہ:۶۷۔ ۲۱ القلم:۱۲۔ ۲۲ مکاشفۃ القلوب ص ۴۷۔

''وہ آدمی جو کسی ظالم حاکم کے پاس جائے، اُسے نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے، اَیسا کرنے پر وہ (ظالم حکمران) اُسے قتل کردے تو اِس کے بعد اُس پر (نیکی بدی لکھنے کی قلم) نہیں چلے گی اور وہ زندہ رہا تو (گنہگار) زندہ نہ رہا''۔

اَیسے ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ اُمَّتِیْ رَجُلٌ قَامَ اِلٰی اِمَامٍ جَائِرٍ فَاَمَرَهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَتَلَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ فَذٰلِكَ الشَّهِيْدُ مَنْزِلَتُهٗ فِی الْجَنَّةِ بَيْنَ حَمْزَةٍ وَّجَعْفَرَ** [۲۳]

''میری اُمت کا اَفضل ترین شہید وہ آدمی ہے جو کسی ظالم حاکم کے پاس جائے، اُسے نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے اِس پر وہ اُسے قتل کردے۔ اِس شہید کا درجہ جنت میں، حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوگا''۔

جنگ کے بغیر جہاد:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا کفّار ومشرکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- **نَعَمْ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مُجَاهِدِيْنَ فِی الْاَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَحْيَاءً مَرْزُوْقِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ يُبَاهِی اللّٰهُ بِهِمْ مَلَآئِكَةَ السَّمَآءِ وَتُزَيَّنُ لَهُمُ الْجَنَّةُ' فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ** رضی اللہ عنہ **يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ هُمْ قَالَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْمُحِبُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُبْغِضُوْنَ فِی اللّٰهِ** ''ہاں! اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے اَیسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ اُن شہداء سے اَفضل ہیں جو زندہ ہیں، اُنہیں روزی ملتی ہے، یہ زمین پر چل رہے ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) اُن کے ساتھ

---

[۲۳] مکاشفۃ القلوب ص ۴۷۔

آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے' اُن کے لئے جنت سجائی جاتی ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا حکم کرنے والے، بُرائی سے روکنے والے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کرنے والے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم کی خاطر دشمنی رکھنے والے۔

ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَکُوْنُ فِی الْغُرْفَۃِ فَوْقَ الْغُرَفَاتِ فَوْقَ غُرَفِ الشُّھَدَآءِ لِکُلِّ غُرْفَۃٍ مِنْھَا ثَلٰثُمِائَۃِ بَابٍ مِنْھَا الْیَاقُوْتُ وَالزَّمُرُّدُ الْاَخْضَرُ، عَلٰی کُلِّ نُوْرٌ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْھُمْ لَیَتَزَوَّجَ بِثَلٰثِمِائَۃِ اَلْفِ حُوْرَاءَ قَاصِرَاتُ الطَّرَفِ عَیْنٌ کُلَّمَا اِلْتَفَتَ اِلٰی وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ فَنَظَرَ اِلَیْھَا تَقُوْلُ لَہٗ اَتَذْکُرُ یَوْمًا کَذَا وَ کَذَا اَمَرْتَ فِیْہِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ کُلَّمَا اِلْتَفَتَ اِلٰی وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ ذَکَرَتْ لَہٗ مَقَامًا اَمَرَ فِیْہِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ [۲۴] ''پھر فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بندہ بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہداء کے مکانات سے بلند ہوگا۔ ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے یاقوت اور سبز زمرد کے ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ اَیسا (خوش نصیب) تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔ جو اِنتہائی پاک باز اور خوبصورت ہوں گی۔ جب وہ (خوش نصیب) کسی ایک حور کی طرف دیکھے گا۔ تو وہ (حور) کہے گی آپ نے فلاں فلاں دِن اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہُ الکریم کا ذکر کیا اور آپ نے اِس طرح نیکی کا حکم دیا اور بُرائی سے منع کیا۔ الغرض جب بھی کسی حور کو دیکھے گا تو وہ نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کی وجہ سے اُس کو ایک مقام اعلیٰ بتائے گی''۔

راستے کا حق اَدا کرو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف

[۲۴] مکاشفۃ القلوب عربی ص ۳۷۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِیَّا کُم وَالْجُلُوسَ فِی الطُّرُقَاتِ فَقَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَابُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَاحَقُّ الطَّرِیْقِ یَارَسُوْلَ اللّٰہ (صلی اللہ علیک وسلم) قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ [۲۵]

''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) (بعض اَوقات وہاں) ہمارے لئے بیٹھنا ضروری ہوتا ہے جس میں ہم باہم گفتگو کرتے ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کو اُس کا حق دو۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، ایذا رسانی سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا''۔

حضرت درّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابولہب سے روایت ہے' فرماتی ہیں' کسی نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ بہترین بندہ کون ہے؟'' تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خَیْرُ النَّاسِ اَقْرَاُھُمْ وَاَتْقَاھُمْ لِلّٰہِ وَآمَرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاَوْصَلُھُمْ لِلرَّحْمِ [۲۶] ''جو سب سے زیادہ قاری قرآنِ مجید ہو' سب سے زیادہ پرہیز گار ہو' اچھی باتیں بتانے والا' بُرائیوں سے روکنے والا' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ سے ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا''۔

---

[۲۵] بخاری جلد۲ ص ۹۲۰ حدیث نمبر ۶۲۲۹' مسلم جلد۲ ص ۲۰۴ حدیث نمبر (۱۱۴۔۲۱۲۱)' ریاض الصالحین ص ۵۷' مسند احمد جلد۳ ص ۴۷' شرح السنۃ جلد۶ ص ۳۶۵' کنزالعمال حدیث نمبر ۲۵۴۰۹۔۲۵۴۴۷' قرطبی جلد۶ جز۱۲ حدیث نمبر ۲۲۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۶۴۰' مرقاۃ جلد۸ ص ۴۶۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۱۵' مسند احمد جلد۳ ص ۴۷۔ [۲۶] مواہب الرحمان جلد۲ ص ۵۸' تفسیر نعیمی جلد۴ ص ۲۷' ابن کثیر جلد۱ ص ۳۳۶' مسند احمد جلد۶ ص ۴۳۲' مجمع الزوائد جلد۷ ص ۲۶۳' درمنثور جلد۶ ص ۹۹۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو اچھی باتوں کا حکم دے' برائیوں سے روکے' وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر) کا بھی خلیفہ ہے' اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اور اُس کی کتاب (قرآنِ مجید) کا بھی''۔ ۲۷

حق بات کہنے والا کسی کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہو:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمُنْشَطِ وَالْمُکْرَہِ وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَ مْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ بُرْھَانٌ وَّعَلٰی اَنْ تَقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْ مَۃَ لَا ئِمٍ.** ۲۸

''ہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی کہ ہم تنگی' آسانی' خوشی اور ناخوشی اور (دوسروں کو) اپنے پر ترجیح دیں گے (یعنی تمام حالتوں) میں بات سنیں اور مانیں گے اور اَمارت کی اَہلیت رکھنے والوں سے اَمارت پر جھگڑا نہیں کریں گے۔ ہاں! اگر اِن باتوں کا کھلم کھلا کفر کیا جا رہا ہو جن پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ) کی طرف سے دلیل موجود ہے' نیز یہ کہ ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں گے' اَحکامِ اِلٰہی کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے''۔

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا! **یَا رَبِّ مَاجَزَاءُ مَنْ دَعَا أَخَاہُ وَأَمَرَہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَاہُ عَنِ الْمُنْکَرِ' قَالَ اَکْتُبُ لَہٗ بِکُلِّ کَلِمَۃٍ عِبَادَۃَ سَنَۃٍ وَأَسْتَحْیِ اَنْ أُعَذِّبَہٗ بِنَارِیْ** ۲۹

''اے رَبَّ العالمین! جو اپنے بھائی کو دعوتِ (خیر) دے' اُسے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اُس کی جزا کیا ہے؟ (اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ) نے فرمایا: ''میں

۲۷ ایضاً۔ ۲۸ مسلم جلد ۱ ص ۱۲۵' ریاض الصالحین ص ۷۴۔ ۲۹ مکاشفۃ القلوب ص ۷۱۔

اُس کی ہر بات پر ایک سال کی عبادت لکھتا ہوں اور اُسے جہنم کی آگ سے سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے''۔

خلاف شرع کام روکنے کے طریقے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ رَاٰیٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهٖ، فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ** [۳۰]

''جو کوئی تم میں سے خلاف شرع کام دیکھے اور اپنے ہاتھ سے منع کرنے اور باز رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے منع کرے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان ہی سے منع کرے اور جو اِس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو وہ دِل ہی میں بُرا جانے اور یہ اِیمان کا ضعیف ترین درجہ ہے''۔ ہاتھ سے منع کرنے سے مراد مارنا (مگر جسے اِختیار اور طاقت ہو) زبان سے سخت سست کہنا مگر لوگوں کے اِجتماع میں نہیں تاکہ رُسوائی نہ ہو اور دِل میں ناپسند کرنا اور دِل میں تبدیلی کا عزم رکھنا کہ اگر قدرت ہوئی تو ہاتھ اور زبان سے منع کروں گا اور اِس کے فاعل کے ساتھ دِلی نفرت کرے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ تُصِيْبُ اُمَّتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَآئِدُ لَا يَنْجُوْ مِنْهُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَجَاهَدَ عَلَيْهِ بِلِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَقَلْبِهٖ فَذٰلِكَ الَّذِيْ سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَصَدَّقَ بِهٖ

---

[۳۰] تفسیر مظہری جلد۲ ص۱۱۴، ابن کثیر جلد۱ ص۳۲۵ (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)، مواہب الرحمان جلد۲ ص۵۲، مشکوٰۃ ص۴۳۶ حدیث نمبر۵۱۳۷، ابن ماجہ ص۲۹۹ حدیث نمبر۴۰۱۳-۱۲۷۵، مسند احمد جلد۳ ص۵۲-۱۰، ابو داؤد جلد۲ ص۲۴۸ حدیث نمبر۴۳۴۰، ترمذی جلد۲ ص۴۰ حدیث نمبر۲۱۷۲، مسلم جلد۱ ص۵۱ حدیث نمبر۷۸-۴۹، ریاض الصالحین ص۷۳، مرقاۃ جلد۹ ص۳۲۲، نسائی حدیث نمبر۵۰۰۸، مسند احمد جلد۳ ص۲۰-۴۹-۵۳-۵۴، کنز العمال حدیث نمبر۵۲۲۴۔

وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَلَيْهِ فَاِنْ رَّاٰى مَنْ يَّعْمَلُ الْخَيْرَ اَحَبَّهٗ عَلَيْهِ وَاِنْ رَّاٰى مَنْ يَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَهٗ عَلَيْهِ فَذٰلِكَ يَنْجُوْ عَلٰى اَبْطَانِهٖ كُلِّهٖ. ۳۱؎ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کو آخری زمانے میں اُن کے حکمرانوں سے سخت تکالیف پہنچیں گی۔ اُن سے نجات وہی شخص پائے گا۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے دین کی پہچان دی ہوگی۔ پس اُس نے اپنی زبان، ہاتھ اور دِل کے ساتھ اُس پر جہاد کیا۔ یہ وہ شخص ہے جو پوری طرح سبقت لے گیا اور دوسرا وہ آدمی نجات پائے گا جس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے دین کو پہچان لیا اور اُس کی تصدیق کی اور وہ آدمی جس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے دین کو پہچان لیا اور اُس پر خاموش رہا تو اگر اُس نے کسی کو نیکی کرتے دیکھا تو اُس سے محبت کرنے لگا اور اگر اُس نے کسی کو بُرائی کرتے ہوئے دیکھا وہ اُس سے ناخوش ہوا تو یہ سب نجات پا جائیں گے اُس کی باطنی حالت کی وجہ سے''۔

شریعت کی مخالفت کرنے والے حکمرانوں کی مخالفت:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّهٗ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ ۳۲؎

''عنقریب تم پر کچھ لوگ حاکم بنائے جائیں گے کہ تم اُن کے بعض کاموں کو (شریعت کی موافقت کے سبب) اچھا سمجھو گے اور بعض (خلافِ شرع) اُمور کا اِنکار کرو گے۔ پس جس نے نفرت کا اِظہار کیا وہ بری الذمہ ہوگیا اور جس نے اِنکار کیا وہ

۳۱؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۵۱، البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۵۸۷، جلد ۶ ص ۹۵، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۴۵۔ ۳۲؎ مسلم جلد ۱ ص ۱۲۸، ریاض الصالحین ص ۷۴۔

محفوظ ہوگیا لیکن جو راضی ہوا اور اُن کے پیچھے چلا (وہ محفوظ نہ ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں"۔ (اُن سے جنگ نہ کرو)۔ مطلب واضح ہے جس نے اُسے دِل سے بُرا سمجھا لیکن ہاتھ یا زبان سے اِنکار کی طاقت نہیں رکھتا وہ گناہ سے بچ گیا اور اُس نے اپنی ذمہ داری اَدا کردی اور جس نے حسبِ طاقت اِنکار کردیا وہ بھی اُس کے گناہ سے محفوظ رہا اور جو اُن کے فعل پر راضی ہوکر اُن کا پیروکار رہا، وہ گنہگار رہے"۔

جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف وحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ** ۳۳
"جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا بہترین جہاد ہے"۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مجھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات پہنچی ہے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جب حج کرنے گئے تو حج کے موقع پر لوگوں سے خطاب فرمایا اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: **كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** ..... پھر فرمایا: **مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَلْيُؤَدِّ شَرْطَ اللّٰهِ فِيْهَا** ۳۴ "جو یہ پسند کرتا ہے کہ اِس آیتِ مبارکہ کی تعریف میں داخل ہوجائے تو (اِس آیتِ مبارکہ میں بیان کردہ) اَوصاف اپنے اَندر پیدا کرے"۔

حضرت اِمام ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اَندر یہ اَوصاف

---

۳۳ ابن ماجہ ص ۲۹۹ حدیث نمبر ۴۰۱۱، ابوداوٗد جلد ۲ ص ۲۴۹ حدیث نمبر ۴۳۴۴، ترمذی جلد ۲ ص ۴۰، کنز العمال حدیث نمبر ۵۵۱۲۔۵۵۷۶۔ ۳۴ ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۴۱، مواہب الرحمان جلد ۲ ص ۵۸، در منثور جلد ۲ ص ۷۹۴۔

پیدا نہ کرے وہ اہل کتاب کے مشابہ ہوگا جس کی مذمت میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ نے فرمایا ہے: **كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ** ۳۵ ''وہ لوگ برائی کی باتوں سے لوگوں کو نہیں روکتے تھے''۔

موت سے پہلے عذاب:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **مَامِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِىْ قَوْمٍ يَّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِىْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْ يُّغَيِّرُوْنَ عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوْا اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّمُوْتُوْا** ۳۶ ''جو شخص کسی قوم میں بُرے کام کرتا ہو اور قوم والے باوجود قدرت کے اُس کو اور اُس کے کام کو نہ روکیں (نہ بدلیں، نہ منع کریں) تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُن پر اپنا عذاب اُن کی موت سے پہلے نازل فرماتا ہے''۔

گناہ کو بُرا نہ سمجھنے والا گناہ کرنے والے کی مثل:

حضرت عرس بن عمیرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِى الْاَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا وَقَالَ مَرَّةً اَنْكَرَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا** ۳۷ ''جب زمین پر گناہ کیا جاتا ہے تو جس نے اُس گناہ کو دیکھا اور بُرا جانا تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسے اُس نے گناہ کو دیکھا ہی نہیں اور جس نے نہیں دیکھا لیکن گناہ سے راضی ہے اُس نے گویا گناہ دیکھا تو وہ موجودگی کی طرح ہوگا''۔

---

۳۵ ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۴۱۔ ۳۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۸ حدیث نمبر ۴۳۳۹، مشکوٰۃ ص ۴۳۷ حدیث نمبر ۵۱۴۳، ابن ماجہ ص ۲۹۸ حدیث نمبر ۴۰۰۹، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۲۹، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۴، ابن حبان حدیث نمبر ۱۸۳۹۔۵۵۹۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۳۷۸، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۳۳۔ ۳۷ مشکوٰۃ ص ۴۳۶ حدیث نمبر ۵۱۴۱، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۹ حدیث نمبر ۴۳۴۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۷ ص ۱۳۹، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۳۰، کنز العمال حدیث نمبر ۵۵۳۷۔

موجودگی اور غیر موجودگی دِل کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ جسم کے ساتھ۔ جب موجود شخص دِلی طور پر اُسے ناپسند کر رہا ہے تو وہ وہاں موجود نہیں اگرچہ بظاہر موجود ہو اور جو اِس گناہ پر دِل سے راضی ہو رہا ہے وہ اگرچہ غائب ہے مگر اُسے موجود ہی تصوّر کیا جائے گا۔

بنی اسرائیل کی پہلی خرابی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ اَوَّلَ مَادَخَلَ النَّقْصُ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَ الرَّجُلُ یَلْقَی الرَّجُلَ فَیَقُوْلُ یَا ھٰذَا اِتَّقِ اللّٰہَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ ثُمَّ یَلْقَاہُ مِنَ الْغَدِفَلَا یَمْنَعُہٗ ذَالِکَ اَنْ یَّکُوْنَ اَکِیْلَہٗ وَشَرِیْبَہٗ وَقَعِیْدَہٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ ضَرَبَ اللّٰہُ قُلُوْبَ بَعْضِھِمْ عَلٰی بَعْضٍ ثُمَّ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاسِقُوْنَ ثُمَّ قَالَ کَلَّا وَاللّٰہِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰی یَدَیِ الظَّالِمِ وَلَتَاطُرُنَّہٗ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا وَّلَتَقْصُرُنَّہٗ عَلَی الْحَقِّ قَصْرًا** [۳۸]

”بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا اور اُس سے کہتا، اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ) سے ڈر اور اپنی حرکات سے باز آ کیونکہ یہ حرکات جائز نہیں ہیں۔ پھر دوسرے دِن جب اُس سے ملتا تو اُن باتوں سے منع نہ کرتا اِس لئے کہ اُس کے کھانے پینے میں شریک ہو جاتا (یعنی ملتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری اَدا نہ کرتا) پھر جب اَیسا کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے بعضوں کے دِل کو بعضوں کے دِل سے ملا دیا۔ پھر فرمایا کہ

---

[۳۸] تفسیر مظہری مختصراً جلد۲ ص ۱۱۵، ابوداؤد جلد۲ ص ۲۴۸ حدیث نمبر ۴۳۳۶، الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۲۲۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۹۳، قرطبی جلد۳ جز۶ ص ۱۶۴ حدیث نمبر ۲۵۳، کنز العمال حدیث نمبر ۵۵۲۷۔

بنی اسرائیل میں جن لوگوں نے کفر کیا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے اُن پر لعنت کی۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبان پر آخیر آیت تک، پھر فرمایا ہرگز ایسا نہیں۔ اللہ عزّوجلّ کی قسم ہے، البتہ تم بھلی بات بتلاؤ گے اور بُرے کام سے منع کرو گے اور ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اُس کو حق کی طرف ایسا جھکاؤ گے جو کہ جھکانے کا حق ہے اور اُس کو حق پر ٹھہراؤ گے جیسا کہ حق پر ٹھہرانے کا حق ہے" (یعنی زبردستی اُس کو حق اور اِنصاف پر مجبور کرتے رہو گے)۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیتِ مبارک پڑھتے ہو: **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ** "اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پا جاؤ تو کوئی گمراہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔ (اگر مسلمان ایک دوسرے کی اِصلاح اپنے اُوپر لازم کرلیں تو کوئی ضلالت اور معصیت نقصان نہیں دے سکتی کیونکہ وہ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ کماحقہٗ ادا کر رہے ہوں گے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ [۳۹] **وَقَالَ عَمْرٌو وَعَنْ هُشَیْمٍ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ یَّعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَمْ یُغَیِّرُوْا اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ** [۴۰]

"جب لوگ ظالم کے ظلم وستم کو دیکھیں اور اُس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ) اپنے عذاب میں اُن سب کو پکڑے (یعنی جو ظالم نہ ہوں وہ بھی گرفتار رہوں) حضرت عمرو، حضرت ہشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کسی قوم میں بُرے کام ہوتے ہوں اور قدرت کے باوجود لوگ اُن بُرے کاموں کو ختم نہ

[۳۹] تفسیر مظہری جلد۲ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۴۳۶، ابن ماجہ ۲۹۸، ریاض الصالحین ص ۷۷۔ [۴۰] ابوداؤد جلد۲ ص ۲۴۸۔

کریں تو ممکن ہے اللہ (عزوجل) اُن سب لوگوں کو عذاب میں مبتلا فرما دئے''۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ لوگوں کو (امر بالمعروف کی) دعوت اُس وقت تک نہ دو جب تک تم خود بالکل پاک نہ ہو جاؤ۔ فرمایا: شیطان کی اِس سے بڑی کوئی آرزو نہیں کہ اِس قسم کے اَقوال کو ہمارے دِلوں میں آراستہ کردے تا کہ اِحتساب کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم اُس وقت تک نیکی کا حکم نہ دیں جب تک خود اُس پر عمل نہ کریں اور بُرائی سے نہ روکیں جب تک خود مکمل طور پر بُرائی سے نہ رُکیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **بَلْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا بِهٖ كُلَّهٗ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاِنْ لَّمْ تَجْتَنِبُوْهُ كُلَّهٗ** [۴۱] ''بلکہ نیکی کا حکم کرو چاہے خود سب پر (مکمل طور پر) عمل نہ کرسکو اور بُرائی سے روکو چاہے سب سے اَبھی نہ رُک سکو''۔

ظالم بادشاہ مسلّط کیا جاتا ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ظَالِمًا لَا يُجِلُّ كَبِيْرَكُمْ وَلَا يَرْحَمُ صَغِيْرَكُمْ وَيَدْعُوْا اَخْيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيَسْتَنْصِرُوْنَ فَلَا يُنْصَرُوْنَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ فَلَا يُغْفَرُ لَهُمْ** [۴۲]

''تم نیکی کا حکم کرو اور بُرائی سے منع کرو، ورنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم) تم پر ظالم حکمران مسلط فرما دے گا جو تمہارے بڑوں کا لحاظ نہ کرے گا اور تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے گا، نیک لوگ دُعا کریں گے تو اُن کی دُعا قبول نہ ہو گی، وہ مدد مانگیں گے مگر اُن کی مدد نہ کی جائے گی، وہ معافی مانگیں گے اور معافی نہ دی جائے گی''۔

---

[۴۱] مکاشفۃ القلوب ص ۴۷۔ [۴۲] مکاشفۃ القلوب ص ۴۷۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حدود کے منکر کی مثال:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلُ الْقَائِمِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِیْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا عَلٰی سَفِیْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَ بَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِیْعًا. [۴۳] "اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی حدود کے منکر اور اُس میں مبتلا اُس قوم کی طرح ہیں جنہوں نے قرعہ اندازی کی اور بعض کشتی کے اُوپر والے حصّے میں اور بعض نچلے حصّے میں سوار ہوئے۔ نچلے حصّے والے طلب پانی کے لئے اُوپر والے حصّے میں جاتے ہیں، نچلے حصّے والوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم ایک سوراخ کرلیں اور اُوپر والوں کو تکلیف میں نہ ڈالیں اگر اُوپر والے اِنہیں (یعنی نچلے حصّے والوں کو) اَیسا اِرادہ پورا کرنے دیں گے تو سبھی (ڈوب کر) ہلاک ہوجائیں گے اور اگر اُن کا ہاتھ روک دیں گے تو (اُوپر والے اور نیچے والے) سبھی نجات پائیں گے"۔ (یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنیٰ ہیں)۔

بے عمل علماء:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ

---

[۴۳] ریاض الصالحین ص ۷۴، تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۱۱۶، ترمذی جلد ۲ ص ۴۰ حدیث نمبر ۲۱۷۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۸۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۲۵، قرطبی جلد ۸ جز ۱۶ ص ۵۸ حدیث نمبر ۸۶، کنزالعمال حدیث نمبر ۵۵۳۳۔

بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ لَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃَ خَرْدَلٍ. ۴۴ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) نے مجھ سے پہلے جس نبی (علیہ السلام) کو بھی اُس کی اُمت میں مبعوث فرمایا۔ اُسے اُمت سے کچھ (مخلص) اَحباب حاصل ہوئے جو اُس (نبی علیہ السلام) کے طور طریقے پر چلتے اور اُس کی فرمانبرداری کرتے۔ پھر اُن کے بعد کچھ ناخلف آئے جو اَیسی باتیں کہتے ہیں جنہیں خود نہیں کرتے اور خود اَیسے اَعمال کرتے ہیں جن کا اُنہیں حکم نہیں دیا گیا۔ اُن کے ساتھ ہاتھ سے لڑنے والا مومن ہے' دِل سے لڑنے والا مومن ہے' اور زبان سے لڑنے والا بھی مومن ہے۔ اِس کے سوا رائی کے دانہ کے برابر بھی اِیمان نہیں''۔

بے عمل مبلغ:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِہٖ فَیَدُوْرُ بِھَا کَمَا یَدُوْرُ الْحِمَارُ فِی الرَّحَا فَیَجْتَمِعُ اِلَیْہِ اَھْلُ النَّارِ فَیَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ مَالَکَ اَلَمْ تَکُنْ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ فَیَقُوْلُ بَلٰی کُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ. ۴۵ ''قیامت کے دِن ایک آدمی لایا جائے گا پھر اُسے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا تو اُس کی اَنتڑیاں باہر نکل پڑیں گی تو وہ اُنہیں لے کر اس طرح چکر کاٹے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ اہل جہنم اُس کے پاس جمع ہوں گے اور کہیں گے' اَے فلاں!

---

۴۴ مسلم جلد۲ ص ۵۰ حدیث نمبر (۸۰۔۵۰)' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۷' مرقاۃ جلد۱ ص ۳۵۹' کنز العمال حدیث نمبر ۵۵۳۲' ریاض الصالحین ص ۷۳' مسند احمد جلد۱ ص ۴۵۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۹۰۔ ۴۵ بخاری حدیث نمبر ۳۲۶۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۹۵' مسلم حدیث نمبر (۵۱۔۲۹۸۹)' الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۱۲۴' مسند احمد جلد۵ ص ۲۰۵' کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۲۳' مرقاۃ جلد۹ ص ۳۲۹' ریاض الصالحین ص ۷۷' تفسیر مظہری جلد۲ ص ۱۱۵' مشکوٰۃ ص ۴۳۶ حدیث نمبر ۵۱۳۹' البدایہ والنہایہ جلد۱ ص ۱۸۷۔

تجھے کیا ہوا' کیا تو بھلائی کا حکم نہیں دیتا تھا اور بُرائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں! میں بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہ کرتا تھا اور بُرائی سے روکتا تھا خود اُس کا مرتکب ہوتا تھا''۔

بے عمل خطیب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ رِجَالًا تُقْرَضُ شَفَاهُهُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَّارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِکَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ** [۴۶] ''شبِ معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے پوچھا' اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتے تھے۔ جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ [۴۷] ''کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو اور تم کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم عقل نہیں کرتے؟''

یعنی تم کتاب اللہ پڑھنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے اُن کی حالت یہ تھی کہ وہ صدقہ کرنے کا حکم کرتے تھے اور خود صدقہ نہیں کرتے تھے۔ ایمانداروں پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم دیں، بُرائی سے روکیں مگر اپنے آپ کو فراموش نہ کریں بلکہ خود بھی عمل کریں۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی:

اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی یُوْشَعَ بْنِ نُوْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ مُهْلِکٌ مِنْ

---

[۴۶] مکاشفۃ القلوب ص ۲۷' تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۱۵' مشکوٰۃ ص ۴۳۸ حدیث نمبر ۵۱۴۹' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۴۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۰' البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۱۷۷۳۔

[۴۷] البقرۃ: ۴۴۔

قَومِکَ اَربَعِینَ اَلفًا مِنْ خِیَارِھِمْ وَسِتِّینَ اَلفًا مِنْ شِرَارِھِمْ فَقَالَ یَارَبِّ ھٰؤُلَاءِ الاَشْرَارُ فَمَا بَالَ الاَخْیَارُ قَالَ: اِنَّھُمْ لَمْ یَغضِبُوْا لِغَضَبِیْ وَاٰکِلُوْھُمْ وَشَارِبُوْھُمْ ۴۸؎ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی فرمائی' میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار بُرے لوگوں کو ہلاک کرنے لگا ہوں۔ (حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے) عرض کیا: اے میرے پروردگار! بُرے تو ٹھیک ہے (قابلِ ہلاکت ہیں) مگر نیکوں کو کس وجہ سے ہلاک کیا جا رہا ہے؟ (ربِّ ذوالجلال والاکرام نے) فرمایا (اُنہیں اِس وجہ سے ہلاک کیا جا رہا ہے) کہ وہ میرے نزدیک غضب کی وجہ سے غضب ناک نہیں ہوتے تھے اور بُرے لوگوں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے''۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ عزوجل یَسْاَلُ الْعَبْدَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَقُوْلُ مَالَکَ اِذَا رَاَیْتَ الْمُنْکَرَ فَلَمْ تُنْکِرْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَیُلَقّٰی حُجَّتَہٗ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُکَ. ۴۹؎

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دِن بندے سے سوال کرے گا۔ فرمائے گا' تجھے کیا ہوگیا تھا جب تو بُرائی دیکھتا تھا تو اُسے روکتا نہیں تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اُسے حجت سکھا دی جائے گی تو وہ عرض کرے گا' اَے ربِّ ذوالجلال والاکرام لوگوں سے ڈرتے ہوئے اور تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہوئے''۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اَنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْکَرَ خَلِیْقَتَانِ تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَیُبَشِّرُ اَصْحَابَہٗ

۴۸؎ مکاشفۃ القلوب ص ۶۷۔ ۴۹؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۵۳' صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۴۵' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۴۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۱۷' البیہقی فی شعب الایمان جلد ۶ ص ۹۱ حدیث نمبر ۷۵۷۵۔

وَیُوْعِدُھُمُ الْخَیْرَ وَاَمَّا الْمُنْکَرُ فَیَقُوْلُ اِلَیْکُمْ اِلَیْکُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَہٗ اِلَّا لُزُوْمًا. ۵۰

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، بے شک نیکی اور بدی دونوں قیامت کے دِن لوگوں کے لیے کھڑی کی جائیں گی تو جو نیکی ہے وہ اپنے کرنے والوں کو خوشخبری سنائے گی اور اُنہیں بھلائی کا وعدہ دے گی اور جو بُرائی ہے تو وہ کہے گی دُور ہو جاؤ، اور تمہارے پاس طاقت نہ ہوگی سوائے اُس سے چمٹے رہنے کے"۔

اَٹھارہ ہزار نیک آدمیوں والی بستی پر عذاب:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

عَذَّبَ اللّٰہُ اَھْلَ قَرْیَۃٍ فِیْھَا ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ اَلْفًا، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ؟ قَالَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَغْضَبُوْنَ لِلّٰہِ وَلَا یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ۵۱ "اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے اُس بستی پر عذاب بھیجا جس میں اَٹھارہ ہزار نیک آدمی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیوں؟ فرمایا: اِس لئے کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ) کی خاطر غصہ نہ کرتے تھے۔ نیکی کا حکم نہ کرتے تھے اور بُرائی سے نہ روکتے تھے"۔

حضرت اِمام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ "کیمیائے سعادت" میں لکھتے ہیں:

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ جاؤ فلاں شہر کو تباہ و برباد کر دو۔ اُس فرشتے نے عرض کیا یا اِلٰہ العالمین فلاں (نیک) آدمی بھی تو اِسی شہر میں رہتا ہے

۵۰ مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۱، البیہقی فی شعب الایمان جلد ۷ ص ۵۱۷ حدیث نمبر ۸۱۱۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۵۴، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۴۷، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۶۲۔ ۵۱ مکاشفۃ القلوب ص ۴۷۔

جس نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا، پھر اَب کیا کروں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا: اُس کو بھی تباہ کر دو کہ دوسروں کو گناہ کرتے دیکھا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ترش روی تک اِختیار نہ کی"۔ ۵۲

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدُكَ فُلَانًا لَّمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيْ سَاعَةٍ قَطُّ. ۵۳

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں شہر کے رہنے والوں کو اُلٹا دو، عرض گذار ہوئے اَے رَب اِن میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ راوی نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے فرمایا' اُس پر اور اِن پر اُلٹا دو کیونکہ اِس کا چہرہ ایک لمحہ کے لیے بھی (بُرائی دیکھ کر) متغیر نہیں ہوا تھا۔

نیکی کا حکم نہ کرنے والا:

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَاَنْ تَكُوْنَ فِيْهِمْ جِيْفَةُ حِمَارٍ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مَنْ يُّؤْمِنُ يَاْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ ۵۴ "لوگوں پر ایک اَیسا وقت آئے گا کہ اُن کے نزدیک نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے والے سے گدھے کا مردار زیادہ پسند ہوگا"۔

دُعائیں قبول نہ ہوں گی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم

---

۵۲ باب فی المعروف ونہی عن المنکر "کیمیائے سعادت"۔ ۵۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۵۲' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۴۶' البیہقی فی شعب الایمان جلد ۶ ص ۹۷ حدیث نمبر ۷۵۹۵۔ ۵۴ مکاشفۃ القلوب ص ۱۷۔

ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْ شِکُنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ ۵۵ ''قسم ہے اُس ذاتِ اَقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور بضرور اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) تم پر اپنا عذاب بھیج دے گا، پھر تم اُس کے دُور ہونے کے لئے دُعا کرو گے مگر تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی''۔

عام وخاص کو عذاب:

حضرت عدی بن عدی کندی علیہ الرحمہ کے آزاد کردہ غلام کے دادا کا بیان ہے کہ میں نے خود رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ الْعَآمَّۃَ بِعَمَلِ الْخَآصَّۃِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَھْرَانِیْھِمْ وَھُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْکِرُوْہُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَذَّبَ اللّٰہُ الْعَآمَّۃَ الْخَآصَّۃَ ۵۶

''مخصوص لوگوں کے (بُرے) اَعمال سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ) عام لوگوں کو اُس وقت ہلاک نہیں کرتا جب کہ عام لوگ اپنے سامنے بدکاریاں دیکھ کر، باوجود روکنے کی قدرت کے، منع نہ کرتے ہوں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں (یعنی منع نہیں کرتے) تو اللہ (جل جلالہٗ) عام وخاص سب کو عذاب میں گرفتار کر دیتا ہے''۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَّکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا ذَکَرَہٗ

۵۵ تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ ۱۱۴، ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۳۵، مواہب الرحمان جلد۲ صفحہ ۵۲، مشکوٰۃ ص ۴۳۶ حدیث نمبر ۵۱۴۱، ترمذی جلد۲ صفحہ ۴۰ حدیث نمبر ۲۱۶۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۴، مسند احمد جلد۵ ص ۳۸۸، مرقاۃ جلد۹ ص ۳۳۰۔۳۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص ۱۸۰۔ ۵۶ تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ ۱۱۵، مشکوٰۃ ص ۴۳۸ حدیث نمبر ۵۱۴۷، شرح السنۃ جلد۷ ص ۳۵۸، مجمع الزوائد جلد۷ ص ۲۶۸۔۲۶۷، مرقاۃ جلد۹ ص ۳۴۱، مسند احمد جلد۴ ص ۱۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۷ ص ۱۳۸۔۱۳۷، کنز العمال حدیث نمبر ۵۵۱۵۔

حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَّسِيَهٗ وَكَانَ فِيمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ وَذَكَرَ اَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَلَا غَدْرَ اَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِيْرِ الْعَآمَّةِ يُغْرَزُ لِوَآءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ قَالَ وَلَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ يَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دیتے ہوئے عصر کے بعد کھڑے ہوئے اور تا قیامت ہونے والے واقعات میں سے کسی کو نہیں چھوڑا، بلکہ ہر شے بیان فرمادی۔ یاد رہا اُسے جس نے یاد رکھا، بھول گیا وہ جس نے بھلا دیا اور اِس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دُنیا میٹھی سبز ہے کہ لوگوں کو اپنی جھوٹی لذات، شہوت اور حسن و جمال میں پھنسا کر چکر دیتی ہے مگر ساتھ نہیں دیتی اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے تا کہ دیکھے تم کیا عمل کرتے ہو؟ سنو دُنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو (یعنی اُن کی رغبت سے) اور فرمایا: بے شک ہر دغا دینے والے کے لئے قیامت کے دِن اُس کا دُنیا میں دغا دینے کی مقدار جھنڈا ہوگا اور حاکم عام کے دغا دینے سے بڑھ کر اُس کا دغا (دھوکہ) نہ ہوگا اور اُس کی دغابازی کا جھنڈا پاخانے کی جگہ کے قریب گاڑ دیا جائے گا اور تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جب کہ وہ اِس پر مطلع ہو جائے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنْ رَّاٰى مُنْكَرًا اَنْ يُّغَيِّرَهٗ فَبَكٰى اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّقَالَ قَدْ رَاَيْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَّتَكَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِيْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى فَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَّيَحْيٰى كَافِرًا وَّيَمُوْتُ مُؤْمِنًا قَالَ وَذَكَرَ الْغَضَبَ فَمِنْهُمْ

مَّنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ فَاِحْدٰ هُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ بَطِیْیءِ الْغَضَبِ بَطِیءِ الْفَیْءِ فَاِحْدٰ هُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ بَطِیءِ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُکُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیءِ الْفَیْءِ قَالَ اتَّقُواالْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلَی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَجُمْرَةِ عَیْنَیْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ فَلْیَضْطَجِعْ وَلْیَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَ ذَکَرَ الدَّیْنَ فَقَالَ مِنْکُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ حُسْنَ الْقَضَآءِ وَاِذَا کَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰ هُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ سَیِّیءَ الْقَضَآءِ وَاِنْ کَانَ لَهٗ اَجْمَلُ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰ هُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَّنْ اِذَا کَانَ عَلَیْهِ الدَّیْنُ اَحْسَنُ الْقَضَآءِ وَاِنْ کَانَ لَهٗ اَجْمَلُ فِی الطَّلَبِ وَشِرَارُکُمْ مَّنْ اِذَا کَانَ عَلَیْهِ الدَّیْنُ اَسَآءَ الْقَضَآءِ وَاِنْ کَانَ لَهٗ اَفْحَشُ فِی الطَّلَبِ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُءُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِیْطَانِ فَقَالَ اَمَا اَنَّهٗ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا فِیْمَا مَضٰی مِنْهَا اِلَّا کَمَا بَقِیَ مِنْ یَّوْمِکُمْ هٰذَا فِیْمَا مَضٰی مِنْهُ. ۵۷

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر برائی کو دیکھے تو اُسے روک دے، حضرت ابوسعید (رضی اللہ عنہ) رو پڑے (یہ اُس وقت کی بات ہے جب بد بخت یزید نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور شہر مبارک کی بے حرمتی کی) اور فرمایا: کہ ہم اِس برائی کو دیکھتے ہیں مگر لوگوں کی ہیبت (ڈر) ہمیں اِس کے بیان کرنے سے روک دیتی ہے۔ پھر فرمایا: اَولادِ آدم مختلف طبقوں میں پیدا کئے گئے ہیں تو اُن میں سے بعض اِیمان کی حالت میں

۵۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۴۵۔ ۳۰۸۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۸۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۶۴ ۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۹ ۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۹۹، جلد ۱۰ ص ۲۴۷۔ ۲۴۶، کنز العمال حدیث نمبر ۶۱۶۶۔ ۶۱۹۷۔ ۶۱۹۹، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۲۱۷۔

پیدا ہوتے اور مومن ہی زندہ رہتے اور اِیمان پر ہی اُن کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اُن میں سے بعض کفر کی حالت میں پیدا ہوتے اور کفر پر ہی زندہ رہتے ہیں اور اُن کا خاتمہ بھی کفر پر ہوتا ہے۔ اور اُن میں سے بعض مؤمن پیدا ہوئے مؤمن ہی زندہ رہے لیکن کفر پر مرتے ہیں۔ اور کچھ کافر پیدا ہوئے کافر ہی زندہ رہے اور اِیمان پر مرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے غصے کا ذکر فرمایا ہے۔ اُن میں سے بعض کو غصّہ آتا ہے اور جلد ہی غصّہ چلا جاتا ہے پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے اُن میں سے بعض کو غصّہ دیر سے آتا ہے اور دیر سے غصّہ جاتا ہے۔ پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے دیر سے غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور تم میں سے بہت بُرا وہ شخص ہے جسے جلد غصہ آئے اور دیر سے جائے۔ فرمایا غصے سے بچو کیونکہ غصہ ابنِ آدم کے دِل پر چنگاری ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا اُس کی رگوں کا پھولنا اور اُس کی آنکھوں کی سرخی کو، تو جو شخص غصّہ محسوس کرے تو اُسے چاہیے کہ پہلو کے بل لیٹ جائے اور زمین کے ساتھ لپٹ جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرض کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: تم میں سے کوئی قرض اَحسن طریقے سے اَدا کر دیتا ہے مگر جب اُس نے کسی سے اپنا قرض لینا ہوتا ہے تو لینے میں فحش کلامی (درشتی) کرتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں۔ اور اُن میں سے کوئی شخص قرض اَدا کرنے میں بُرا ہے لیکن اگر اُس نے کسی سے اپنا قرض لینا ہو تو لینے میں اچھا ہے۔ پس یہ ایک دوسرے کے مقابل ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ جب اُس پر کسی کا قرض ہو تو قرض اَدا کرنے میں اچھا ہے اور اگر اُس نے کسی سے اپنا قرض لینا ہو تو لینے میں بھی اچھا ہو اور تم میں بُرا وہ شخص ہے جب اُس پر کسی کا قرض ہو تو اَدا کرنے میں بُرا ہو اور اپنا قرض لینے کا معاملہ ہو تو فحش گوئی کرتا ہو، یہاں تک کہ سورج کھجور کے درختوں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں تک باقی رہ گیا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں نہیں باقی رہا دُنیا کی زندگی کا وہ وقت جو گذرے ہوئے وقت کے مقابلے میں ہے مگر جتنا آج کے دِن کا بقیہ وقت باقی ہے گذرے ہوئے دِن سے۔

غنیمت جانیں

حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرماتے ہوئے اِرشادِ مبارک فرمایا:۔ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ ''پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو''۔ شَبَابُکَ قَبْلَ ھَرَمِکَ وَصِحَّتَکَ قَبْلَ سَقَمِکَ وَغِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ وَ فَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ وَحَیَاتِکَ قَبْلَ مَوْتِکَ [1] (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (۲) بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ (۳) فقیری سے پہلے امیری کو اور (۴) مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور (۵) اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔

لہٰذا صحت، جوانی، مالداری، فراغت اور زندگی کو رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیے، اِس میں نیک اَعمال کر لینے چاہئیں۔ یہ نعمتیں بار بار نصیب نہیں ہوتیں۔

حضرت میاں محمد بخش صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے، حسن جوانی، سدا نہ صحبت یاراں

ایک بندۂ مومن صحت اور تندرستی میں تہجد اَدا کرتا ہے، نوافل پڑھتا ہے، نماز با جماعت اَدا کرتا ہے مگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ تہجد یا نوافل نہیں پڑھ پاتا یا نماز باجماعت اَدا نہیں کر سکا تو اُسے اِن اعمال کا ثواب ملے گا بشرطیکہ تندرستی اور صحت میں اِن چیزوں کا پابند ہو۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ سفر یا بیماری کی وجہ سے فرائض معاف ہو جاتے ہیں وہ تو ہر حال میں اَدا کرنے ہی ہیں، اگر رہ گئے ہوں تو اُن کی قضاء بھی واجب ہوگی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف

[1] مشکوٰۃ ص ۴۴۱ حدیث نمبر ۵۱۷۴' مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۰۶' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۵۱' حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۲۵۱' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۷۶' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۴۹۰' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۷۰۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا** [۲] ”جب بندہ بیمار یا مسافر ہوتا ہے تو اُس کے وہی اعمال لکھے جاتے ہیں جو تندرستی (کی حالت) اور گھر میں کرتا تھا“۔

اِسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔ **اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ حُسْنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ لَهٗ اُكْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ اِذَا كَانَ طَلِيْقًا حَتّٰى اُطْلِقَهٗ اَكْفِتَهٗ اِلَيَّ** [۳] ”جب بندہ عبادت کے اَچھے رستے پر ہوتا ہے پھر بیمار ہو جاتا ہے تو اُس پر مقرر شدہ فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ تو اِس کے تندرستی کے زمانہ کے برابر اعمال لکھ یہاں تک کہ میں اِسے شفاء دے دوں یا اپنے پاس بلالوں“۔

کیسا مبارک فرمان عالی شان ہے کہ بیمار کو تندرست کی نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے مگر تندرستی کے گناہوں کا (بیماری میں) عذاب نہیں ہوتا۔ یعنی اگر چور بیماری کی وجہ سے چوری نہ کر سکے تو اُس کے نامۂ اعمال میں چوری نہیں لکھی جائے گی بلکہ ممکن ہے توبہ کی توفیق مل جائے۔ جس سے اِس کے گناہوں کی معافی ہو جائے۔

اِسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ **اِذَا ابْتَلَى الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهٖ قِيْلَ لِلْمَلَكِ اُكْتُبْ لَهٗ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ فَاِنْ شَفَاهُ غَسَلَهٗ وَطَهَّرَهٗ وَاِنْ قَبَضَهٗ غَفَرَلَهٗ وَرَحِمَهٗ** [۴] ”جب مسلمان کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ تو اِس کی وہی نیکیاں لکھ جو یہ پہلے کرتا تھا پھر اگر ربّ کریم

---

[۲] مشکوٰۃ ص ۱۳۵ حدیث نمبر ۱۵۴۴، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۱۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۴، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۱۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۶۳، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱، بخاری حدیث نمبر ۲۹۹۶۔ [۳] مسند احمد جلد ۲ ص ۲۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۰۳، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۸۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۰۸، مشکوٰۃ ص ۱۳۶ حدیث نمبر ۱۵۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۶۷۰۹۔ [۴] مشکوٰۃ ص ۱۳۶ حدیث نمبر ۱۵۶۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۵۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۸۷۔

اِسے شفاء دے دیتا ہے تو دھو دیتا ہے اور پاک کر دیتا ہے اور اگر اِسے وفات دے دیتا ہے تو اِسے بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے''۔

مومن کی بیماری میں گناہوں کی تو بخشش ہو جاتی ہے مگر بدستور نیکیاں بھی لکھی جاتی رہتی ہیں۔ گویا بیماری روحانی غسل ہے جو میلے کچیلے دل کو دھو دیتی ہے۔

اِسی سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ قابلِ توجہ ہے۔

حضرت شقیق تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ہم نے بیمار پرسی کی تو وہ رونے لگے کسی نے اُنہیں ملامت کی (ملامت کرنے والا سمجھا کہ آپ بیماری سے تنگ آ کر رو رہے ہیں) تو آپ نے فرمایا: میں بیماری کی وجہ سے نہیں روتا کیونکہ میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے (اَلْمَرَضُ کَفَّارَةٌ) کہ بیماری (صغیرہ گناہوں کا) کفارہ ہے (میں تو اِسے مبارک جان کر اِس کی آمد پر خوش ہوتا ہوں) میں تو اِس بات پر روتا ہوں کہ مجھے بڑھاپے کے ضعف میں بیماری آئی قوت کے زمانے میں نہیں آئی کیونکہ بندہ جب بیمار پڑتا ہے تو اُس کے وہ اَعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ بیماری سے پہلے کرتا تھا اور جس سے بیماری نے اُسے روک دیا۔[۵] چونکہ میں بڑھاپے کی وجہ سے تندرستی جیسی زیادہ نفلی عبادت نہیں کر سکتا اِس لئے اَب بیماری میں بھی کم نوافل کا ثواب ہی ملے گا۔

امیری:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سے صدقے کا بڑا ثواب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَاْمَلَ الْغِنٰی وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمُ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ[۶] ''یہ کہ تم اپنی تندرستی اور بخل کی حالت

---

[۵] مرآۃ جلد ۲ ص ۴۳۱' مشکوٰۃ ص ۱۳۸ حدیث نمبر ۱۵۸۶' مرقاۃ جلد ۴ ص ۵۱۔ [۶] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۹۰' قرطبی جلد ۱ جز ۲ حدیث نمبر ۱۷۱۲' مشکوٰۃ ص ۱۶۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۰۶' الادب المفرد حدیث نمبر ۷۷۶' کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۲۷۹' ابو داؤد حدیث نمبر ۲۸۶۵' مسلم باب الزکاۃ حدیث نمبر ۹۳' ۹۲۔

میں صدقہ کرو جبکہ تمہیں فقیری کا ڈر اور اَمیری کی اُمید ہو (تندرستی کا ہر صدقہ اَفضل ہے کیونکہ اُس وقت خود اپنے آپ کو بھی مال کی ضرورت ہوتی ہے جب اپنی ضرورت پر محتاج کی ضرورت کو مقدم رکھا جائے تو یہ بڑی اَہمیت کی بات ہے اور بارگاہِ اِلٰہی میں بڑی قدر کی بات ہے، شیطان بھی اُس وقت بہکاتا ہے) اِس لئے اِتنی دیر نہ لگاؤ کہ جب جان گلے پر پہنچے تو کہو کہ فلاں کو اِتنا دینا اور فلاں کو اِتنا، حالانکہ وہ فلاں کا ہو ہی چکا"۔

اِس حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف قابلِ توجہ ہے، آپ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا:- **لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ فِيْ الْمَرْءِ فِيْ حَيَاتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌلَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ** ؎ "کہ اِنسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے"۔

زندگی سے مراد تندرستی کی زندگی ہے اور موت کے وقت سے مراد مرض الموت ہے جب زندگی کی آس ٹوٹ جاتی ہے یعنی تندرستی میں تھوڑا مال خیرات کرنا مرتے وقت کے بہت مال کی خیرات سے بہتر ہے کیونکہ تندرستی کی خیرات میں نفس پر جہاد بھی ہے اور مرتے وقت کی خیرات میں اَپنا نقصان نہیں بلکہ وارثوں کا نقصان ہے۔

امیری میں مال کی قدر اور خرچ کرنے والے کی مثال اور واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص کسی جنگل میں تھا اُس نے بادل میں آواز سنی ۞ کہ (**اِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ**) "کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو"۔ یہ بادل ایک طرف گیا اور پتھریلی زمین پر پانی برسایا تو نالیوں میں سے ایک نالی میں یہ سارا پانی جمع کر لیا، تب یہ شخص اُس پانی کے پیچھے چل دیا، دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچے سے باغ میں پانی پھیر رہا ہے۔ اُس سے پوچھا، اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟

؎ مشکوٰۃ ص ۱۶۵ حدیث نمبر ۱۸۷۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۰، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۷۱، ابن حبان حدیث نمبر ۸۲۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۶۶، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۴۔ ۞ (شاید یہ شخص اُس زمانے کا ولی اللہ ہوگا جس نے فرشتہ کی یہ آواز سنی اور سمجھ بھی لیا)۔

وہ بولا فلاں یعنی وہی نام جو اُس نے بادل میں سنا تھا۔ اُس نے پوچھا' اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ تو یہ بولا کہ میں نے اُس بادل میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی تھی کہ کوئی تیرا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کردو تو تو اس میں کیا نیکی کرتا ہے؟ اُس نے کہا جب تو پوچھتا ہے تو بتاتا ہوں کہ میں اِس باغ کی پیداوار میں غور کرتا ہوں تو تہائی تو خیرات کر دیتا ہوں اور تہائی سے میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور تہائی اِس میں دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں"۔ ۸ ۵۵

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ اور واقعات کے بیان کرنے کا مقصد اِس اِرشاد مبارک کی تشریح ہے کہ **فقیری سے پہلے امیری کو غنیمت جانو** اپنا مال اَچھی جگہ خرچ کرنا چاہیے، جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی اور فائدہ حاصل ہو۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم مال عطا فرمائے تو اُسے شیطانی کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ فضول خرچی سے بچنا چاہئے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔ **اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ** (بنی اسرائیل۔۲۷) "بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے دیئے ہوئے مال کی قدر کرتے ہوئے اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی راہ میں خرچ کرنے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اِس سلسلہ میں یقین کامل اور اِیمان کی پختگی کے ساتھ سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسبِ ذیل اِرشادات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَّمَازَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا اَعِزًّا وَّمَا تُوَاضِعُ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ** ۹ "خیرات مال کم نہیں کرتی اور اللہ (تبارک

۵۵ میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ اس پیداوار کو گناہ میں خرچ نہیں کرتا اپنے بچوں سے روکتا نہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا حق بھولتا نہیں۔ ۸ مشکوٰۃ ص ۱۶۵ حدیث نمبر ۱۸۷۷' مرقاۃ جلد۴ ص ۳۲۹' مسلم حدیث نمبر (۴۵' ۱۹۸۴)' مسند احمد جلد۲ ص ۲۹۶' کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۰۴۹' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۷۔ ۹ مسلم حدیث نمبر ۶۹' ۲۵۸۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۰۲۹' مسند احمد جلد۲ ص ۲۳۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۸۹' مرقاۃ جلد۴ ص ۳۴۰' شرح السنۃ جلد۳ ص ۳۹۹۔

وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) معافی کی وجہ سے بندے کی عزت بڑھتا ہے اور کوئی شخص جب اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے لئے اِنکساری کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) اُسے بلندی عطا فرماتا ہے''۔

یہ حقیقت ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کا مال اور زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے۔ تجربہ ہے کہ جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے بظاہر اُس کی بوریاں خالی ہو جاتی ہیں۔ مگر حقیقتاً مع اضافے کے بھر لیتا ہے۔ گھر میں رکھی بوری چوہے اور سسری وغیرہ آفات وبلیات سے ضائع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جس مال کا صدقہ نکلتا رہے اور اس میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی راہ میں خرچ ہوتا رہے تو انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم مال بڑھے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم فرماتا ہے:۔ **اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ** [۱۰] ''اے ابن آدم خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا''۔

سبحان اللہ! کیسی نظرِ کرم ہے۔ مقصد یہ کہ اے اِنسان ختم ہونے اور مٹنے والا مال میری راہ میں دے میں تجھے اِس سے کہیں زیادہ مال بھی دونگا اور نہ مٹنے والا ثواب بھی۔ جس فانی چیز کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم قبول فرمالے وہ باقی ہو جاتی ہے۔

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد مبارک ہے۔ **اَیُّمَا مُسْلِمٌ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرًی کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضَرِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٌ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٌ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَاءٍ سَقَا اللّٰہُ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ** [۱۱]

''جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو (کپڑے) پہنائے گا تو اللہ (عزوجل) اُسے جنت کے سبز

---

[۱۰] بخاری حدیث نمبر ۵۳۵۲' مسلم حدیث نمبر ۳۶' ۹۹۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۲' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۸' مشکوٰۃ ص ۱۶۴۔ [۱۱] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۱۳' ابو داؤد حدیث نمبر ۱۶۸۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۱۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۵۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۰۴۵' ۴۳۲۸۶۔

جوڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو (کھانا) کھلائے گا تو اللہ (عزوجل) اُس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو (پانی) پلائے گا تو اللہ (عزوجل) اُسے رحیق المختوم مہر والی پاکیزہ جنتی شرابا طہورا پلائے گا"۔

اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے والے کو کس طرح نوازا جاتا ہے اِس کا اَندازہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس اِرشادِ مبارک سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَامِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ** ۱۲؎ "کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا نہیں پہناتا مگر جب تک اُس کے بدن پر اُس کا ایک چیتھڑا بھی رہے یہ اللہ (عزوجل) کی حفاظت میں رہتا ہے"۔

یعنی جب تک فقیر اور محتاج کے جسم پر اُس کپڑے کی ایک چیز بھی باقی رہے گی' تب تک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم پہنانے والے کو آفاتِ دُنیاوی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ صدقہ آفتوں سے بچانے میں بے مثال ہے۔

یہ ساری بہاریں زندگی کی مرہونِ منت ہیں جب تک اِنسان زندہ ہوتا ہے اَن گنت نیکیاں کما سکتا ہے۔ اِس لئے زندگی کی نعمت کی قدر کرنی چاہئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت مانگنے کی ممانعت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّ اِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ** ۱۳؎ "تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے،

۱۲؎ ترمذی حدیث ۲۴۸۴' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۱۱۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۲۰' کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۰۷۳' مرقاۃ جلد۴ ص ۳۶۰۔ ۱۳؎ بخاری حدیث نمبر ۵۶۷۳' نسائی حدیث نمبر ۱۸۱۸' مسند احمد جلد۲ ص ۲۶۳' مرقاۃ جلد۴ ص ۵۸' مشکوٰۃ ص ۱۳۹' شرح السنۃ جلد۳ ص ۱۹۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۶' ۱۷۱' مجمع الزوائد جلد۲ ص ۳۱۶' ۱۹۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۵۲۔

نیکوکار اِس لئے کہ وہ اپنی نیکیاں بڑھا لے اور بدکار اِس لئے کہ شاید وہ توبہ کر لے''۔

اِنہی سے دوسری روایت میں ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُ اَنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ وَاَنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهٗ اِلَّا خَيْرًا** [۱۴] ''تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے، نہ اِس کے آنے سے پہلے اِس کی دُعا کرے کیونکہ جب وہ مر جائے گا تو اِس کی اُمیدیں ختم ہو جائیں گی اور مومن کی عمر بھلائی ہی بڑھاتی ہے''۔

جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم قلبِ سلیم عطا فرمائے وہ عظیم اور کامیاب اِنسان ہے۔ قلبِ سلیم والا بندۂ مومن رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ہر ہر اِرشادِ مبارک کو اپنی حیاتِ جاودانی کے لئے لازمی جانتا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو جامع کلامی کا اِعجاز حاصل ہے۔ تھوڑے کلمات میں وسیع مضمون فرما دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اِس فرمانِ عالی شان پر ایک مرتبہ پھر غور کرتے ہیں۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مشغول ہونے سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے، کیسے خوبصورت اور روح پرور فرمودات ہیں، خوشیاں اور اُمیدیں عطا کر رہے ہیں، آنے والے وقت کی حقیقت سے آگاہ کر رہے ہیں۔ کاش! ہم اپنے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی باتوں کو تسلیم کریں۔ وقتی مصلحتوں، بناوٹی فلسفوں اور من گھڑت فکروں سے نجات پائیں اور دُنیا میں صحیح مسلمان بن کر اِسلام کی عظمت کو چار چاند لگائیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو حیات جاودانی جانتے ہوئے، ادا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہمیں توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین! **بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ** ﷺ۔

---

[۱۴] مشکوٰۃ ص ۱۳۹ حدیث نمبر ۱۵۹۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۹۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۵۹، مسلم حدیث نمبر ۱۳، ۲۶۸۲، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۰۶۔

دین کی بات سُننے اور سیکھنے کا شوق

علم وسماعتِ حدیث شریف کا شوق:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث شریف سنی تھی اور حسنِ اتفاق سے وہی حدیث شریف سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ میں اِس حدیث شریف کو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنوں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کی تو پتا چلا وہ مصر چلے گئے ہیں۔ اُس وقت اِسلامی سرحدیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے، مصروشام اور روم وایران تک پھیل چکی تھیں اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مفتوحہ علاقوں میں منتقل ہوگئے تھے۔ اِنہی میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مصر میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ریگستانوں، وادیوں، صحراؤں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے مصر پہنچ گئے۔ باوجود بڑھاپے کے علم وسماعتِ حدیث شریف کے شوق نے راستے کی کسی رکاوٹ اور پیچ وخم نے آپ (رضی اللہ عنہ) کو پریشان نہیں کیا۔ شب وروز چلتے رہے۔ مہینوں کی مسافت طے کرنے کے بعد جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ مصر کے گورنر نے ملاقات کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: **مَاجَاءَ کَ یَا اَبَا اَیُّوْبَ** "اے ابوایوب رضی اللہ عنہ کیسے تشریف لانا ہوا؟" تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ایک حدیث شریف سنی ہے اور اِتفاق کی بات یہ ہے کہ اُس حدیث شریف کے سننے والوں میں میرے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے سوا اَب کوئی اِس دُنیا میں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا کسی آدمی کو حکم فرمائیں تاکہ وہ مجھے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تک پہنچادے۔

مصر کے گورنر نے ایک شخص حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کے

لئے مقرر کیا، جو اُنہیں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ تک لے گیا۔ سلام دُعا اور معانقہ کے بعد حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مَاجَاءَ کَ یَا اَبَا اَیُّوْبَ "اے ابوایوب رضی اللہ عنہ کس غرض سے تشریف لائے ہیں؟" اُنہیں بھی اِرشاد فرمایا: میں نے ایک حدیث شریف نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اُس کا سننے والا میرے اور آپ کے سوا کوئی دُنیا میں موجود نہیں ہے اور حدیث شریف مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ہاں! "مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا عَلٰی خَزْیَۃٍ سَتَرَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" فَقَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ صَدَقْتَ ثُمَّ انْصَرَفَ اَبُوْ اَیُّوْبَ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَرَکِبَھَا رَاجِعًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔ "جو کسی رسوائی کی بات میں مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ (عزوجل) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ (رضی اللہ عنہ) نے سچ فرمایا (میں نے بھی یہی سنا ہے)۔ اِس کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے پاس آئے اور مدینہ منورہ کی طرف لوٹ گئے"۔

گویا مصر کے دور دراز سفر کا مقصد اِس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی بات کو دوسرے کی زبان سے سن لیں۔ علم وسماعتِ حدیث شریف، یہ وہ عشق وجذبہ تھا جس نے اِسلام کو مذہب عشق بنا دیا۔ حضرت اِمام حافظ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ لکھنے کے بعد اپنے رقت انگیز تاثرات کو بایں اَنداز سپردِ قلم کیا ہے۔

فَھٰذَا اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ عَلٰی تَقَدُّمِ صُحْبَتِہٖ وَکَثْرَۃِ سَمَاعَۃٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَحَلَ اِلٰی صَحَابِیٍّ مِنْ اَقْرَانِہٖ فِیْ حَدِیْثٍ وَّاحِدٍ "یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، جو صحابیت میں اَقدم اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے کَثِیْرُ الرِّوَایَۃِ (کثیر احادیث مبارکہ کے راوی) ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث شریف کے لئے اپنے ایک ہم عصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا"۔ (انوار الحدیث)

حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں جامع مسجد دمشق

میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا: اے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر پاک مدینہ منورہ سے ایک حدیث شریف سننے آیا ہوں۔ جس کے بارے میں مجھے خبر پہنچی کہ آپ اُس حدیث شریف کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں (نیز آپ سے گزارش ہے) میں آپ کے پاس اِس کے علاوہ کسی اور حاجت کے لئے نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:۔ ''جو تلاش علم کرتے ہوئے کوئی راہ طے کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم اُسے بہشت کی راہوں میں سے کوئی راہ چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لئے پر بچھاتے ہیں۔ یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی میں مچھلیاں دُعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو سارے تاروں پر فضیلت ہے اور علماء انبیاء کرام (علیہم السلام) کے وارث ہیں اور انبیاء کرام (علیہم السلام) نے کسی کو درہم و دینار میں وارث نہیں بنایا۔ اُنہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اُس نے پورا حصّہ لیا''۔[1]

حدیث شریف سے یہ مطلب حاصل ہوتا ہے کہ جو مسئلہ پوچھنے، علم پڑھنے یا حدیث شریف سننے کے لئے سفر (لمبا یا تھوڑا راستہ طے) کر کے جائے، اُسے دنیا میں نیک اَعمال کی توفیق ملے گی۔ جو جنت ملنے کا سبب ہیں یا آخرت میں پل صراط پر گزرنا آسان ہوگا۔ جب طالب علم، علم میں مصروف ہوتا ہے تو اُس کا کلام سننے کے لئے ملائکہ نیچے اُترتے ہیں اور گفتگو سنتے ہیں۔ علمائے دین کے لئے چاند، سورج، تارے اور آسمانی فرشتے زمین کے ذرّے، سبزیوں کے پتے' مچھلیاں اور تمام دریائی جانور وغیرہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ علمائے دین کی وجہ سے دین باقی ہے اور دین کی بقاء سے عالم قائم ہے۔ علماء کی برکتوں سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ میں (**بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ**) علماء میں علمائے شریعت بھی داخل ہیں اور علمائے طریقت بھی۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۳۳' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۵۷' ابن ماجہ ص ۲۰' ترمذی جلد ۲ ص ۹۷۔

قیامت کے دن باپ کے نام پر پکارا جائے گا

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے' **قیامت کے دن غدر (دغا کرنے والے) کے لئے ایک جھنڈا اُٹھایا جائے گا (بلند کیا جائے گا) یہ فلاں شخص کے بیٹے کی دغابازی کا نشان ہے۔**[١]

سنن ابو داؤد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے' **تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے (پکارے جاؤ گے) اِس لئے تم اپنے اچھے نام رکھو۔**[٢]

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے دن اُن کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔ یہی حدیث شریف مشکوٰۃ ص ۴۰۸ (حدیث نمبر ۴۷۶۸)' مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ ص ۲۲' تفسیر الحسنات جلد ۳ ص ۸۳۰ اور انوار الحدیث ص ۳۱۵ پر بھی ہے۔ تفسیر صاوی جلد ۱ ص ۳۰۲ پر ماں کے نام سے اُٹھائے جانے والے قول کو رَد کیا گیا ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی "تبیان القرآن" میں لکھتے ہیں۔ "اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو قیامت کے دن اُن کے آباء کے نام سے منسوب کر کے پکارا جائے گا۔ مثلاً فلاں بن فلاں اور جو عوام میں مشہور ہے کہ لوگوں کو اُن کی ماؤں کی طرف منسوب کر کے پکارا جائے گا یہ صحیح نہیں ہے۔"[٣] بہارِ شریعت میں ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا۔ لہٰذا اچھے نام رکھو۔[٤]

"علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے حضرت ابنِ بطال علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کو اُن کے باپوں کے ناموں سے پکارنے میں بہت پہچان اور لوگوں میں زیادہ اِمتیاز ہے"۔[٥]

---

١ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۱۲' فتح الباری جلد ۱۰ ص ۶۸۹' عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۲ ص ۲۰۱' تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۴۳۲' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۲۴۔ ٢ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۹۸ حدیث نمبر ۴۹۴۸' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۴' دارمی جلد ۲ ص ۲۸۴' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۹' ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۴۴' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۸۲' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۲۰۱۔ ٣ تبیان القرآن جلد ۲ ص ۱۳۳۔۱۳۲۔ ٤ بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۲۳' مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور۔ ٥ عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۲ ص ۲۰۱' تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۴۳۲۔

هفتہ وار
تعلیمی، تربیتی اور روحانی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایات سے نورعلم سے فیض یاب ہونے کے لئے ہر ہفتہ کے دن مغرب تا رات 10:00 بجے جامع مسجد نگینہ' 977-A' بلاک B-III' گجرپورہ سکیم لاہور میں تشریف لائیں۔

اِس تربیتی، تعلیمی و روحانی اجتماع کا مقصد دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانا اور عقائد کی پختگی و اَعمال کی درستگی کی تحریک پیدا کرنا ہے۔ مفتیانِ دین اور علماء کرام تربیتی خطابات فرماتے ہیں۔

خصوصی بیان
مُنیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

انجمن اشاعتِ دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880027-28، 0300-4274936

اشاعتِ دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کرواسکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شاد باغ لاہور۔